عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۲۶/ربیع الثانی تا ۳/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰/مئی ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱۹

قیمت ۷ روپے

انسانی کردار پر تعلیماتِ نبویؐ کے اثرات

عالمِ اسلام پر میڈیا کی یلغار

اخلاقِ حسنہ کے حصول کا طریقہ

قادیانیت ایک شیطانی مذہب

...lorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بوقت نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر:

(رفعت علی چیمہ، لاہور)

س:...... بعض نومسلم کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تیرہ سال کی عمر میں ہوا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج:...... یہ غلط ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوا جب ان کی عمر چھ سال کی تھی اور رخصتی اس وقت ہوئی جب ان کی عمر نو سال کی تھی، اور نو سال کی بچی بالغ ہوجاتی ہے، اور اب چودہ سو سال کے بعد برازیل میں ایک ۸ سال کی بچی بالغ ہوگئی اور جب وہ نو سال کی تھی تو ایک بچی کی ماں تھی، دیکھئے روزنامہ جنگ کراچی۔ یہ معاندین اسلام کا پراپیگنڈا ہے جس سے متاثر ہوکر نام نہاد مسلم اسکالروں نے ان صحیح احادیث کا بھی انکار کردیا۔

ٹائی...... صلیب کا متبادل:

(طاہر خان)

س:...... اسلام میں ''ٹائی'' پہننے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بعض اسے صلیب سے تشبیہ دیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:...... جی ہاں! انسائیکلو آف برٹانیکا کے پرانے اور قدیم نسخوں میں اس کو صلیب کا متبادل شمار کیا گیا تھا، اب جدید ایڈیشنوں میں یہ عبارت اُڑادی گئی ہے، اس لئے ٹائی چونکہ اہل مغرب اور عیسائیت کا شعار ہے، اس لئے اس کا لگانا ناجائز اور حرام ہے۔

پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ عیسائی تو مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع سے نفرت کریں اور مسلمان ان کی نقل کریں، یہ دینی حمیت اور ملی غیرت کے خلاف ہے۔

روزہ نہیں ٹوٹتا:

(سعادالدین، کوئٹہ)

س:...... اگر روزے کی حالت میں کان میں پانی چلا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:...... روزہ کی حالت میں کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، فتویٰ اسی پر ہے۔

باجماعت وتر مسبوق کیسے ادا کرے؟

(رضوان احمد، ساؤتھ افریقہ)

س:...... رمضانوں میں وتر کی جماعت ہوتی ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر کسی شخص کی وتر نکل گئی تو وہ اس کو کیسے لوٹائے گا، کیونکہ لوٹانے کا قاعدہ ہے کہ جیسی گئی ویسی لوٹاؤ، تو امام کی تیسری رکعت اس کی دوسری رکعت ہوگی تو وہ دعائے قنوت کب پڑھے گا؟ امید ہے کہ سوال میں صحیح سمجھا سکا۔

ج:...... رمضان میں اگر کسی کی وتر کی جماعت نکل گئی تو سال کے باقی دنوں کی طرح وہ اسے بلا جماعت ادا کرے گا، اگر کسی کی وتر کی جماعت میں پہلی رکعت نکل جائے تو وہ امام کے ساتھ امام کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لے گا، جب امام سلام پھیرے تو وہ اٹھ کر اپنی باقی ماندہ رکعت کو اس طرح پورا کرے کہ پہلے ثناء پھر فاتحہ اور آخر میں سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور قعدہ میں بیٹھ کر سلام پھیرے اور اپنی نماز پوری کرے۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۶ شمارہ:۱۹ ۲۶/ربیع الثانی تا جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۰۷ء

اس شمارے میں

قادیانیوں کے اخبار روزنامہ الفضل کی اشاعت......	اداریہ	۳
ایمان کی قدر و قیمت	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۶
انسانی کردار پر تعلیمات نبوی کے اثرات	ابوشفقت قریشی سہام	۸
عالم اسلام پر میڈیا کی یلغار	مولانا عمران اللہ قاسمی	۱۲
عنقریب ایسا زمانہ آئے گا	مفتی محمد سلمان منصور پوری	۱۶
اخلاق حسنہ کے حصول کا طریقہ	مولانا مفتی عبدالستارؒ	۲۰
قادیانیت ایک شیطانی مذہب	محمد اطہر عظیم	۲۲
خبروں پر ایک نظر		۲۴

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — پروڈکشن منیجر: [illegible] محمد فضل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،

بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور

اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.

Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road, Multan

Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:

35,Stockwell Green,

London, SW9 9HZ U.k.

Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ڈاک/ونہ

اسلام کی اشاعت کیلئے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

ملک میں ٹی وی چینلوں کی بھرمار اور ان کے ذریعہ مخرب اخلاق پروگراموں کی نشر و اشاعت کے بعد ہر دردمند مسلمان پاکستانی کے دل میں یہ سوال اُٹھا ہوگا کہ ان سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟ اخلاق سوزی کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کے آگے بند باندھنے کی کیا سبیل ہوگی؟ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ اور فحاشی کے خاتمہ کا کیا طریقہ ہوگا؟

چنانچہ ان سوالات کا جواب دینے اور اپنے خلاف' اسلام کے حامی عناصر کی ممکنہ مہم کا رخ بدلنے کی غرض سے ان چینلوں نے جہاں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے نام پر'' عالم آن لائن' غامدی' الف'' وغیرہ جیسے اسلام دشمنی اور بے دینی پر مشتمل پروگرام نشر کرنا شروع کئے' وہاں بعض افراد نے حق' لبیک اور اس جیسے دیگر ناموں سے کئی نئے چینلوں کا آغاز کر دیا' جن کا مقصد بادی النظر میں اسلامی تعلیمات کا فروغ اور اسلام کے بارہ میں بین الاقوامی پراپیگنڈا کا جواب دینا تھا۔

ان چینلوں نے کئی نئی ابحاث کو جنم دیا۔ نئے نئے افراد اسلامی اسکالرز کے روپ میں سامنے آنے لگے' شرعی مسائل کے نام پر ایسی باتیں بتلائی جانے لگیں جن کو شاید پوری امت مسلمہ نے چودہ سو سال میں نہ سنا ہو' کئی مسالک کے علماء کو ایک جگہ بٹھا کر ایک ہی مسئلہ کے بارہ میں ان کی رائے معلوم کر کے سائل کو الجھا دیا گیا اور علماء کے اختلاف رائے کو ہوا دے کر مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی گئی کہ خود علماء میں ان مسائل کے حوالہ سے اختلافات موجود ہیں' اس لئے عوام الجھ کر رہ گئے کہ وہ کس کی پیروی کریں؟ کس مسلک پر عمل کریں؟ کس عالم کا بیان کردہ مسئلہ کا حل صحیح اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے؟ اس طرح ان پروگرامز میں علماء کی شرکت اور ان میں دیئے جانے والے ''فتووں'' نے مسائل کو حل کرنے کے بجائے مزید گنجلک کر دیا' اور علماء پر مسلمانوں کا اعتماد پختہ ہونے کے بجائے متزلزل ہونے لگا۔

اس کے ساتھ ساتھ ماضی میں اٹھنے والا یہ سوال ایک مرتبہ پھر سامنے آ گیا کہ کیا اسلام کے فروغ کے لئے ٹی وی اور دیگر تصویری ذرائع کو استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بالفاظ دیگر اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے الیکٹرونک یا ڈیجیٹل میڈیا کو کس حد تک استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اہل حق کو اپنا کوئی ٹی وی چینل قائم کرنا چاہئے یا نہیں؟

ایک مستفتی نے اس صورت حال کے تناظر میں چند سوالات لکھ بھیجے' جن کے جواب کو قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ چنانچہ سوالات اور ان کا جواب ملاحظہ ہو:

''محترم جناب حضرت مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اس استفتاء کا مقصد آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا مقصود ہے' جس نے اہل حق کے مابین عقیدہ اور فکر کے اعتبار سے گہرے اختلافات کو جنم دیا ہے' بدقسمتی سے یہ فکری تغیر بھی اس نام نہاد ''روشن خیالی'' کی کالی آندھی کا نتیجہ ہے جو اکتوبر ۲۰۰۱ء سے چلنا شروع ہوئی'

آپ کے سامنے پوری صورتحال رکھنے کا مقصد علماء حق‘ جو اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش فرما رہے ہیں‘ کا واضح اور دوٹوک موقف جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔

حضرت! ایک عرصہ سے ملک عزیز کے علماء کرام کے درمیان ایک بات پر بحث چل رہی ہے کہ آیا ٹی وی کے ذریعہ درس قرآن اور دیگر دینی پروگرام کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی علماء کرام ٹی وی پر آکر مختلف دینی پروگراموں کا انعقاد کریں اور پھر اس سلسلہ میں اہل حق اپنا کوئی ٹی وی چینل قائم کریں تاکہ دیگر خرافات سے بچا سکے‘ لیکن چونکہ کوئی ٹھوس بات طے نہ ہوسکی‘ اس لئے علماء کرام کی ٹی وی پروگراموں میں شرکت کے جواز کا فتویٰ کہیں سے جاری نہ ہوا‘ لیکن اب اچانک صورتحال بدل گئی ہے اور یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ بالآخر علماء کرام نے ٹی وی کو گلے لگا ہی لیا۔

چنانچہ اتوار ۲۵/ مارچ کو گلستان انیس کلب واقع شہید ملت روڈ (بہادر آباد) میں ”تحفظ حدود اللہ“ کے بینر تلے نام نہاد ”حقوق نسواں بل“ کے موضوع پر پروگرام کیا گیا‘ اس پروگرام میں شہر کے جید علماء کرام نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں عوام کی کثیر تعداد کے علاوہ فوٹوگرافر بھی موجود تھے‘ بلکہ ایک ٹی وی کا کیمرہ پورے پروگرام کو فلم بند کررہا تھا‘ پروگرام کے اختتام پر اسٹیج سے اعلان ہوا کہ یہ پروگرام ٹی وی کے ”حق چینل“ پر نشر کیا جائے گا‘ اعلان میں یہ بھی کہا گیا کہ ہر بدھ کو رات دس بجے اسی چینل پر مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کے درس قرآن کا پروگرام آیا کرے گا‘ اس پروگرام کی ابتدا بدھ ۲۸/ مارچ سے ہوگی‘ بندہ کو جو اطلاع موصول ہوئی ہے‘ اس کے مطابق اتوار ۲۵/ مارچ کا پروگرام حق چینل پر ۳۱/ مارچ کو رات دس بجے نشر کیا جائے گا۔

الحمدللہ! ہم بحیثیت عام مسلمان‘ زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر مسئلہ میں اپنے علماء کرام کی طرف دیکھتے اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں‘ اور اس کو دنیا میں اپنی کامیابی اور آخرت میں نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں‘ لہٰذا آپ سے اس بارے میں بھی رہنمائی کی سخت ضرورت ہے کہ کیا گھر میں ٹی وی کا رکھنا اور اس پر فقط دینی پروگراموں کا دیکھنا جائز ہے؟ جب علماء کرام کا ٹی وی پر آنا جائز ہے تو عوام کا ان پروگراموں کا دیکھنا بھی جائز ہوگا‘ یہ تو ایک سادہ سی بات ہے‘ لیکن ٹی وی پر آنے کے جواز کا فتویٰ اگر جاری ہوا تو پھر اس کے ذیل میں ان گنت سوالات پیدا ہوں گے‘ جن کا تشفی بخش جواب دینا ضروری ہوگا۔

امید ہے کہ آپ ہماری مکمل رہنمائی فرمائیں گے اور امت مسلمہ کو اس نئے فکری بھونچال سے نجات دلائیں گے۔

بندہ: ابوطلحہ‘ عالمگیر مسجد بہادرآباد‘ کراچی‘

جواب:...... تصویر بنانا اور بنوانا دونوں حرام ہیں اور اس کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے کو ملعون قرار دیا ہے۔ چونکہ ٹی وی میں تصویر ہوتی ہے‘ اسی طرح وہ پروگرام جو کیمرہ کے ذریعہ محفوظ کرکے ویڈیو کی شکل میں چلائے جاتے ہیں‘ وہ بھی تصویر کے حکم میں ہیں‘ اس لئے ٹی وی اور ویڈیو کے پروگرام کرنا اور دیکھنا دونوں ناجائز ہیں۔ اس پر ہمارے تمام اکابر کا فتویٰ ہے۔

بایں ہمہ اگر کوئی عالم یا مولوی ٹی وی پر آتا ہے یا اپنی ویڈیو بناتا‘ بنواتا یا اس کی اجازت دیتا ہے‘ تو کسی ایک عالم یا چند علماء کے اس عمل کو ٹی وی اور وی سی آر کے جواز پر بطور استدلال پیش کرنا درست نہیں‘ اس لئے کہ یہ ان کا انفرادی عمل ہے۔

۲:...... اس کے ساتھ ہی یہ بات آج کل زیر بحث ہے اور اس پر تحقیق کی جارہی ہے کہ جو پروگرام ویڈیو کیسٹ اور سی ڈیز میں محفوظ کرلئے جاتے ہیں‘ وہ تصویر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ علماء کا ایک طبقہ اس کو تصویر نہیں سمجھتا‘ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ ویڈیو اور سی ڈی کی موجودہ حالت میں تصویر نظر نہیں آتی‘ بلکہ وہ چند نقطے ہوتے ہیں اور ویڈیو کیسٹ یا سی ڈیز میں خوردبین لگاکر بھی ان کو نہیں دیکھا جاسکتا‘ البتہ جب ٹی وی اور کمپیوٹر میں ڈال کر ان کو چلایا جاتا ہے‘ تو ٹی وی اور کمپیوٹر کی مشین ان کو جوڑ کر ایک شکل بنادیتی ہے‘ لہٰذا یہ تصویر نہیں ہے۔ (بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

ایمان کی قدر و قیمت

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا' تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس وشعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ پیارا ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے' اس کی صحت سے' اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے' ایمان زیادہ قیمتی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں' اور جب بھی پڑھتا ہوں' مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی' لیکن مجھے اندیشہ' بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے۔ اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن بے شک ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا' جہاں ہمارا نہیں جاسکتا' لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں آخر یہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی؟ اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ: آپ نے بچہ کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا' اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لئے خطرہ بنتا' تو میں نے اس لئے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا۔

آج کہیں پوری دنیائے اسلام میں بڑی سے بڑی آزاد حکومت اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کرسکتی' آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں' اور جان لینا تو جان لینا ہے' کوئی اور بہت بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے اس قصہ کو سورۂ کہف میں داخل کرکے اسے زندہ جاوید کیوں بنادیا؟ کہ یہ قیامت تک پڑھا جائے گا۔ تو اس نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے۔

اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہوسکتا اور تشریعی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے' لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورۂ کہف میں بیان فرمارہا ہے' اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیاء اللہ کا ہوگا) فعل بتایا جارہا ہے' آخر اس کی حکمت کیا ہے؟

حکمت یہی ہے کہ آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے حضرت خضر علیہ السلام (جو بڑے فقیہ' بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عنداللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرادیا تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے جو چیز خطرہ بننے والی ہے' اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہئے' چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو' مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے۔

قرآن کریم کا یہ اعجاز اور الہامی نکتہ ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام ایک بستی میں گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے' اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہئے اور زبان قال سے بھی' جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے' لیکن پوری بستی میں سے کسی نے خبر نہیں لی اور کھانا پیش نہیں کیا اور وہ بھوکے رہے' مگر دیوار جو گر رہی تھی' حضرت خضر علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے' اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے؟ حیرت کی بات ہے کہ وہ کہاں سے مسالا لائے؟ اور کتنی محنت کی ہوگی؟ حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے کہا: عجب تضاد ہے' جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی' ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا' ان کا کہاں سے یہ حق تھا؟ اور کیا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو' جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے' پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے' آپ نے اس دیوار کو سنبھال دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی' جن کا باپ نیک تھا' یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا' وہ کھل جاتا' سامنے آ جاتا اور لوگ لوٹ کر لے جاتے' اور ان کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا' ایک طرف جان لی ایمان کے خطرے سے اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے' یعنی وہ خود بھی نہیں' بلکہ ان کے باپ نیک تھے' معلوم نہیں اس کے انتقال کو کتنا زمانہ ہو گیا تھا' لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا' اور اس کو کھڑا کیا اور ٹھیک کر دیا' اور وہ خزانہ دبا رہا۔

یہ دونوں واقعات اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورہ میں اوپر نیچے بیان کئے تاکہ آپ کو ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو' ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا' اس کو ختم کر دیا' اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا' ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا' ابھی وہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے' اور وہ دو یتیم بچے تھے' ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدر دانی میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھالی لی۔

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے' اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے' اس کو اس طرح ختم کر دے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے' جو گر رہی تھی' ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کر دے' اس کو مضبوط بنائے' مستحکم کرے' مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کر لیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے' تو پھر علاج معالجہ' کپڑے بنانے' اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانے' ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے۔ ان کے علاج معالجہ' کپڑے بنانے' انہیں دعائیں دیئے اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے' اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے' آخری بات میری طرف سے یہ یاد رکھیئے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔''

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچا سکو گے؟ ایمان کے ذریعہ سے بچا سکو گے' سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جھگڑوں' ناکوں' اور ان ٹھکانوں سے بچانا' یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا جہاں ایمان کا خطرہ ہو اور اس کا بدل مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے' اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے۔

تو تعلیم ضرور ہونی چاہئے' لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ ایمان خطرے میں پڑ جائے' (اور اگر خدانخواستہ ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے تو) پھر چاہے آدمی آسمان پر اُڑے' اور دریا پر چلے اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے' لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھنے' اس کو دنیا کی ہر چیز پر' دولت پر' ہر نعمت پر' ہر لذت پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں اور ہم پوری امت مسلمہ کے ایمان پر قائم رہنے کی فکر کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی' عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے' دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں اپنی جگہ پر رہیں' اس کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ کو اپنے تمام تشخصات کے ساتھ' اپنے تمام امتیازات کے ساتھ' سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ' حمیت دینی اور حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی دینے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے' اور یورپ و امریکہ تک اسلام کا پیغام پہنچانے' مسلمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

انسانی کردار پر تعلیماتِ نبویؐ کے اثرات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے روئے زمین پر کہیں بھی ایمان کی روشنی نہ تھی۔ اہل دنیا جہالت و ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اخلاق حسنہ اور کردار عالیہ کا جنازہ نکل چکا تھا۔ اعتقاد اور اعمال کے لحاظ سے اہل دنیا جہنم کی راہ پر گامزن تھے' ہر سو کفر و شرک کی تاریکی مسلط تھی۔ اگر انسانیت اسی راہ پر گامزن رہتی تو اب تک نیست و نابود ہوچکی ہوتی۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۰۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا پر بہت ہی بڑا احسان کیا اور ایک عظیم الشان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیج کر ان کو بچالیا۔ جو لوگ کھلی گمراہی میں بھٹک رہے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نظر سے ریگزار عرب کے وہ حقیر ذرے' آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگے۔

سورۂ آل عمران آیت ۱۱۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا جب کہ انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں' اور ان لوگوں کی زندگی سنوارتے ہیں' اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتے ہیں' اور بلاشبہ رسول کی تشریف آوری سے قبل لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں باپ بیٹے نے مل کر ایک ایسی دعا کی جو مشیت ایزدی بھی تھی اور انسانیت کے مستقبل کے لئے ابدی ہدایت اور رحمت بھی۔ الغرض جن مقاصد کے لئے دعا فرمائی گئی تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا تھا' وہ تینوں مقاصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نمایاں طور پر حاصل ہوئے۔

بابو شفقت قریشی سہام

سورۂ ابراہیم آیت ۳۴ میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے۔''

بلاشبہ اہل دنیا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان اور انعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔ بعض احسانات کا تعلق صرف دنیوی زندگی سے ہے' مگر بعثتِ نبوی کا تعلق ہماری زندگی کے ہر لمحے سے ہے۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ کا ممنون احسان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں بشارت مسیح علیہ السلام اور دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کی آمد کے بارے میں ناقابل انکار نشانیاں تورات اور انجیل میں صاف صاف بیان فرمادی تھیں۔ لیکن اہل کتاب محض تعصب کی بنیاد پر جو علامات بیان ہوئیں تھیں' ان سے لاعلم بن گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول ماننے سے انکار کردیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے ویسے تو مختلف انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر کیا' لیکن انجیل برناباس میں تو احمد (فارقلیط) نام لے کر آپ کی آمد کی بشارت دی ہے۔ اس پیشنگوئی کا ذکر سورۂ صف آیت نمبر ۶ میں موجود ہے:

''اور خوشخبری دیتا ہوں اپنے بعد آنے والے رسول کی' جس کا نام احمدؐ ہے۔''

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا کہ:

''میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں تو تم برداشت نہیں کرسکتے' لیکن وہ فارقلیط آئے گا تو سچائی کی راہیں بتائے گا۔''

داؤد بسطہ نے اپنے نغمہ الہام میں یہ نوید سنائی تھی: مبارک ہیں وہ لوگ جو تیرے گھر میں

لیتے ہیں‘ وہ سدا تیری حمد کریں گے‘ وہ مکہ سے گزرتے ہوئے کنواں بناتے ہوئے ان کے صاحب سلطنت وحکومت بیٹے نے ارشاد فرمایا: ”وہ ٹھیک محمدؐ ہیں وہ میرے محبوب یہی مری جان۔“ موسیٰ بن عمران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خوشخبری ان الفاظ میں دی تھی: ”خدا صناء نکلا‘ سعیر سے چمکا اور فاران کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا۔“ ہندوؤں کی قدیم کتابوں اور مجوسیوں کے قدیم نوشتوں میں بھی ”مختظر ہستی“ سے متعلق اشارے پائے جاتے ہیں۔ دراصل مشیت ایزدی یہ فیصلہ کرچکی تھی کہ اس کا آخری اور کامل قانون اسی مبعوث ہونے والی مقدس ہستی کے ہاتھوں نوع انسانی تک پہنچے گا۔ اس لئے یہ منطقی طور پر لازم تھا کہ اس کا ذکر پہلے نوشتوں میں بھی ہوتا‘ تاکہ جب اس کے ظہور کا وقت آپہنچے تو تمام امتیں میثاق الٰہی کے مطابق اس پر ایمان لائیں اور اس کی پیش کردہ سچائی اور قانون ہدایت قرآن کریم کو اپنے لئے راہ عمل بنائیں۔

ماہ ربیع الاول ۵۷۱ء کو وہ مبارک ساعت آپہنچی‘ جب ظلم وجہالت کی تاریک شب کا جگر چیر کر ہدایت وفلاح کی درخشاں اور روشن صبح لانے کے لئے انسانیت کے آخری قافلہ کے سالار محمدؐ اور احمدؐ کے مقدس ناموں سے حضرت آمنہ کی گود میں ہویدا ہوئے۔ آخری نبیؐ کی بعثت ان کی اپنی قوم میں کی گئی تاکہ وہ قوم ایک اجنبی انسان کا عذر پیش کرکے ایمان لانے سے انکار نہ کرسکے‘ بلکہ وہ اپنے ہی ایک فرد کے تمام حالات وکردار سے براہ راست واقف ہونے کی بنا پر اس کی حقانیت وصداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوجائے۔

زمانہ شاہد ہے کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا‘ وہ سب صفحہ ہستی سے مٹ گئے اور جو صادق تھے ان کا کلمہ آج تک جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں غیر متمدن اور جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی سوسائٹی میں ایک شمع تھی‘ جو روشن کردی گئی‘ ایک چراغ تھا جو جلادیا گیا‘ ایک ہیرا تھا جو پتھروں کے ڈھیر میں الگ وممتاز نظر آنے لگا۔

عمر مبارک کے چالیس برس مکمل ہوئے تو غار حرا کی پنہائیوں میں جب آپؐ مصروف عبادت تھے‘ تو جبریل امین علیہ السلام کی صدا گونجی:

”پڑھئے! اپنے رب کے نام سے
جس نے پیدا کیا۔“

سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے قرآن لے کر‘ خود مجسم قرآن بن کر‘ خلق عظیم کا تاج پہن کر‘ حق وصداقت کی تیغ جہاندار لے کر‘ صبر واستقامت کی ڈھال تھام کر اور یاد الٰہی کی زرہ بکتر زیب تن کرکے پوری نسل انسانی کو راہ نجات دکھانے کا عزم بلند لے کر سوئے مکہ روانہ ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی آدم کو کائنات کی سب سے بڑی صداقت‘ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار اور اس کی ہستی کی یکتائی کے اثبات کی طرف بلایا‘ یہی وہ عالمگیر سچائی ہے‘ یہی آپؐ کی دعوت کا نقطہ آغاز تھا۔

آپؐ نے دین کی بنیاد استوار کرنے کے لئے سب سے پہلے عقائد کی تعلیم دی‘ دعوت الٰہی کی بنیاد توحید پر رکھی‘ جب یہ کلمہ حق بلند ہوا تو مخالفتوں کے طوفان اٹھے‘ لیکن داعی حق پامردی اور استقلال سے ثابت قدم رہے۔

ارشاد ہوا: خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور چاہیں کہ میں تبلیغ دین کے کام کو ترک کردوں‘ تو مجھے یہ منظور نہیں‘ یا اللہ میرے مشن کو کامیاب کرے گا یا میں اس راستے میں جان دے دوں گا۔

آپؐ انسان کے ضمیر کو اندر سے بدلنا چاہتے تھے‘ آپؐ انسانیت کی پیاسی‘ سسکتی‘ دم توڑتی حیران وآشفتہ روح کو سیراب کرنا چاہتے تھے۔

کتاب اللہ کی تعلیم کا شوق دلاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کتاب اللہ کا علم حاصل کرے اور پھر اس کی تعلیمات کی پیروی کرے‘ تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں گمراہی سے بچاکر راہ ہدایت دکھائے گا اور قیامت کے دن بُرے حساب سے بچائے گا۔“

جہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا‘ آپ تبلیغ دین کی خاطر وہاں تشریف لے جاتے‘ آپ کا چچا ابولہب پیچھے جاتا اور لوگوں سے کہتا کہ میرے بھتیجے کی بات نہ سننا‘ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے‘ پتھر مارے گئے‘ دروازے پر گندگی پھینکی گئی‘ گردن مبارک میں چادر ڈال کر اذیت دی گئی‘ اوپر اوجھڑی ڈالی گئی‘ طائف میں پتھروں سے مار مار کر لہولہان کردیا گیا‘ تو بھی بددعا نہیں فرمائی‘ ان تمام تر مخالفتوں اور اذیتوں کے باوجود ذرا بھی مرعوب نہ ہوئے اور آیات الٰہیہ لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رہے۔

پیغام حق کو انسانوں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبان ایمان وایقان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم بھی دی اور تعلیم حکمت بھی دی۔ آپؐ نے انسانی شعور کو جلا بخشی۔ حکمت کی ہر بات کو مومن کی متاع گم گشتہ قرار دیا۔ انسانوں کو حیات نو عطا کی۔ انسان کے

قلب کو بدلا' اللہ سے غافل بندوں کو معرفت رب عطا فرمائی۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم' ان کی محبت' ان کی بردباری اور ان کی چاہت نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک انتہائی پسماندہ معاشرہ کا مکمل تزکیہ فرمایا' فکر و نظر' عبادت و ریاضت' معاشرت و معیشت' سیاست و حکومت' غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کو برائیوں سے پاک کر دیا اور ایسے اچھے اوصاف کی آبیاری فرمائی' جو انسان کی شخصی انفرادی یا اجتماعی زندگی کو ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لئے ضروری ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی طرز عمل سے بھی اہل خانہ میں محبت الٰہی اور خشیت الٰہی کی صفات پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ نماز' زکوٰۃ اور روزہ کی تاکید فرماتے اور حج اور جہاد میں ازواج مطہرات کو ساتھ رکھتے تھے' نماز تہجد کا شوق دلانے کے لئے ایک مرتبہ فرمایا کہ گھر والیوں کو جگا دو تاکہ وہ بھی نماز پڑھ لیں۔ اللہ کی راہ میں صدقات کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا: اے عائشہؓ! مسکین کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ کرو اور کچھ نہیں تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آگئے' تو ابتدا میں یہاں بھی کئی سال تک تنگی کا وقت گزرا' لیکن اس کے بعد حالات تبدیل ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے بڑے حصے کے فرمانروا بن گئے۔ غنیمت' خمس اور جزیہ وغیرہ مدات میں دولت کے ڈھیر آنے لگے' لیکن اس کے باوجود آپؐ کے طرز زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ جو کوئی مر گیا اور کچھ ترکہ چھوڑ گیا تو وہ اس کے ورثا کو مبارک ہو اور اگر قرض چھوڑ گیا تو وہ میرے ذمہ ہے' اسے میں ادا کروں گا۔

انگلستان کے فلاسفر جارج برنارڈ شا نے ۱۹۳۳ء میں ممبئی' ہندوستان میں کہا تھا کہ: میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے' وہ بڑے بلند پایہ انسان تھے' میری رائے میں انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظریہ حیات ایک صالح تمدنی ارتقاء کا دامن ہے' جو اپنے اندر ساری کائنات کو سمو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد عقائد کی اصلاح بھی تھا۔ باطل عقائد میں سے بدترین عقیدہ شرک تھا' جو سب برائیوں کا سرچشمہ تھا' آپؐ نے اس کی تردید فرمائی اور توحید خالص کا درس دیا۔

آپؐ کی نجی زندگی جس قدر بلند و برتر نمونہ کامل کی حامل تھی' آپ کی عائلی زندگی بھی اسی قدر عظمت و رفعت کی آئینہ دار تھی' معاشرتی زندگی میں حضور کا طرز عمل نفع بخش' فیض رساں' ایثار و انفاق کا ایسا قابل قدر نمونہ تھا کہ آپؐ نے معاشرے سے فقر و فاقہ کا مثالی تعطل ختم کرنے کے لئے اپنی ساری دولت خرج کر دی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جوانوں کو خطاب کر کے فرمایا:

''اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جس کو نکاح کی طاقت ہو' وہ نکاح کرے کہ اس سے نگاہیں نیچی اور شرمگاہیں محفوظ رہیں گی' اور جس کو اس کی استطاعت نہ ہو' وہ روزے رکھے کہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹتا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کو ایک فریضہ سمجھا اور اپنے بدترین دشمنوں کی بھی عیادت کی۔ آپؐ نے حکام اور عمال کو ان امور کی ہدایت فرمائی: تشدد کرنے' نذرانے وصول کرنے اور خویش پروری کی ممانعت' مزدوروں سے حسن سلوک کرنے' محنت کی فضیلت' راست گفتاری کی تلقین' عزت و حیا کی پاسداری' صفائی و پاکیزگی کا خیال' سادگی' جود و عطا' خدمت خلق' رواداری اور خوش اخلاقی کی تلقین فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکدامنی' حیا' دیانت اور صداقت کا چرچا خوشبو کی طرح ہر سو پھیل گیا۔ ''الصادق'' اور ''الامین'' کے القابات سے نوازے گئے۔

اگر ایک انسان کے دل میں دوسرے انسان کے لئے کھوٹ' کینہ یا بغض ہو' تو اس کیفیت کی وجہ سے انسان کے اعمال میں طرح

''اگر تم اس طرح صبح و شام کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کسی طرح کا کھوٹ یا کینہ نہ ہو' تو ایسا ضرور کرو' کیونکہ یہ میری سنت میں سے ہے' جو میری سنت سے محبت کرے گا' وہ مجھ سے محبت کرے گا اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں' مثلاً: جھوٹ' غیبت' ایذا رسانی' طعنہ زنی' الزام تراشی' بہتان' بدکلامی اور تشدد وغیرہ' اس برائی کو ختم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی:

''اگر تم اس طرح صبح و شام کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کسی طرح کا کھوٹ یا کینہ نہ ہو' تو ایسا ضرور کرو' کیونکہ یہ میری سنت میں سے ہے' جو میری سنت سے محبت کرے گا' وہ مجھ سے محبت کرے گا اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برائیوں کی جڑ کو ختم کرکے مکمل طور پر تزکیہ کر دیا اور بلاشبہ اپنے آپ کو دعائے ابراہیمی کا مصداق ثابت کر دیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی قوموں میں صرف ایک قوم کا اضافہ ہی نہیں فرمایا' بلکہ کرۂ ارض پر ایک ایسی منفرد امت کے وجود کا اضافہ فرمایا' جس نے مظلوم انسانیت کے لئے ضمیر کی آزادی' انسانی تکریم' بنیادی حقوق' حقیقی امن و سکون' عدل و انصاف' مساوات اور علم و ترقی کی بیش بہا دولت فراہم کی' جس کے نتیجے میں بنی آدم شرف انسانیت سے سرفراز ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی وہ قوت ہے' جو نیک اعمال کو تحریک دیتی ہے' جو انسانی سیرت کو ایک پاکیزہ سانچے میں ڈھال کر اسے یقین' تقویٰ' پاکبازی' ذوق عبادت' ولولہ شہادت اور استغناء کی اعلیٰ صفات سے متصف کرتی ہے۔

عصر حاضر کے گم کردہ راہ انسان کو' جسے اپنے چار سو تاریکیوں اور مایوسیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا' روشنی کے لئے اس مہر جہاں تاب کی طرف رجوع کرنا ہوگا' جس نے گزرے ہوئے کل بھی انسانیت کی شب تاریک کو سحر عطا کی تھی اور آج کی ظلمتوں کو بھی دور کر سکتا ہے اور آنے والے کل کی روشنی اور درخشاں صبح کا ضامن بھی ہے' انسانیت کے تپتے اور جھلتے جسم کو کوثر و تسنیم کے چھینٹوں ہی سے قرار ملے گا۔ آج کی بے قرار دنیا کے لئے روشنی کا پیغام صرف آپؐ کے لائے ہوئے اصولوں میں مضمر ہے۔

بدقسمتی سے علم و حکمت کے اپنے خزانوں سے منہ موڑ کر اور اغیار کے کھوٹے سکوں کی چمک دمک دیکھ کر ہم اپنی بصارت کھو بیٹھے ہیں۔ یہی وقت ہے کہ ہم اپنے اصل کی طرف لوٹ آئیں۔ اسلامی اقدار کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھیں اور اسوۂ حسنہ کے روشن آئینے میں دیکھیں' اور پھر ان کی ضیاء پاشیوں سے اپنی بکھری ہوئی تاریخ کے ابواب و اوراق کی شیرازہ بندی کریں' تاکہ ہماری آنے والی نسلوں میں اچھی اور بری قدروں کے درمیان امتیاز قائم کرنے کی بصیرت پیدا ہو سکے۔

بے شک محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایمان والوں پر عظیم احسان ہے۔ آیئے ہم مل کر عہد کریں کہ دنیا کے گوشے گوشے سے اپنے علمی خزانوں کو واپس لائیں گے تاکہ یہ دنیا اسلام کے نور سے منور ہو کر اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام قائم کرکے دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیار محبت و الفت اور اخلاق و اخلاص کا فلسفہ اس کائنات ارضی کو جنت کے روپ میں ڈھال دے۔

☆☆..........☆☆

تکبر اور تواضع

''خطا و نسیان بشریت کا خاصہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ماسوا کوئی شخص نہ معصوم محض ہے اور نہ مطاع مطلق' کوئی شخص کمزوریوں سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا' اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرو اور اپنی کمزوریوں پر نظر ڈالو' اس سے باہمی رواداری اور حق شناسی کے جذبات ابھریں گے اور باہمی محبت و اعتماد کی فضا پیدا ہوگی' برخلاف اس کے کبر و غرور سے نفرت بیزاری پیدا ہوگی اور عداوت و بداعتمادی کا ماحول جنم لے گا۔

شیطان یہ سمجھاتا ہے کہ اگر تم نے دوسرے کی بات مان لی تو تمہاری سبکی ہو جائے گی' ناک کٹ جائے گی اور دنیا تمہیں بنظر حقارت دیکھے گی' اس کے برعکس نبوت کی تعلیم یہ ہے کہ:

''جو اللہ کی خاطر جھک جائے' اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دیتے ہیں' اور جو تکبر کرے' اللہ تعالیٰ اسے نیچا کر دیتے ہیں۔''

کبر سے ایک تو معاملات الجھتے ہیں' دوسرے خود متکبر' لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے' اور فروتنی سے نہ صرف معاملات سلجھتے ہیں' بلکہ ایسے شخص کو عزت و وقار اور قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

(حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ)

عالم اسلام پر میڈیا کی یلغار

مولانا عمران اللہ قاسمی

یہ بات انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حالات اور پیش آمدہ واقعات سے باخبر رہنا چاہتا ہے' اسی وجہ سے روز اوّل سے باہمی خبروں کی منتقلی کا سلسلہ جاری ہے۔ البتہ ابتدائی دور میں خبروں کا تبادلہ صرف زبانی طور پر ہوتا تھا' پھر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں تبدیلی آتی رہی' بعد کے زمانہ میں جب ماحول نے ترقی و تہذیب کا لبادہ اوڑھ لیا تو پھر یہ سلسلہ کاغذات کی پشت پر سوار ہوکر اخبارات و رسائل کی صورت اختیار کرگیا اور پھر دور جدید کی ترقی نے اس میں ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کا بھی اضافہ کردیا' اس کے لئے باضابطہ اسٹیشن اور نیوز ایجنسیوں کا قیام عمل میں آیا' اور حکومتوں کی توجہ کی بدولت آج کل تو یہ شعبہ دن رات ترقی کی طرف گامزن ہے' اور ایسی زبردست قوت بن چکا ہے جس نے دیگر بہت سی قوتوں کو مات دے دی اور اپنے ہر کمال کا لوہا منوالیا' اسی مواصلاتی نظام کو دور جدید میں میڈیا کا نام دے دیا گیا ہے۔

میڈیا کا تعارف:

''میڈیا'' انگلش زبان کا لفظ ہے' جس کے اصلی معنی ''واسطہ'' کے ہوتے ہیں' جو چیزیں حادثہ یا واقعہ کی خبر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں واسطہ کا کام دیتی ہیں' آج کے دور میں کثرت سے ان پر میڈیا کا اطلاق ہونے لگا' اسی وجہ سے جب بھی میڈیا کا لفظ بولا جاتا ہے' تو اس سے ذرائع ابلاغ اور خبر رسانی کے اسباب و وسائل ہی مراد ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں میڈیا کی بڑی اہمیت ہے' جس نے ہر انسان کو دور دراز رہنے والے اپنے متعلقین سے انتہائی قریب کردیا' عالم انسانی کے ایک گوشہ سے اُڑی خبر آن کی آن میں پورے عالم میں پھیل جاتی ہے' قدرتی آفات' زمینی حوادث' سیاسی اکھاڑ پچھاڑ اور کھیل وتفریح کا کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا واقعہ کائنات میں رونما ہوتا ہے' تو آناً فاناً ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔

جدید دور کی ترقی کی بدولت آج کل میڈیا نے ایک سہولت یہ بھی پیدا کردی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے من پسند فضا قائم کرسکتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام نے جب دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کا خواب دیکھا' تو سونے کے ذخائر پر قبضہ کو مرکزی اور بنیادی اہمیت دینے کے بعد دوسرا درجہ انہوں نے میڈیا کو دیا' پھر میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوکر اس کی باگ ڈور کو اپنے قابو میں کرکے دنیا کے ذہن و فکر اور دماغ پر حکمرانی کرنے میں وہ کامیاب ہوگئے۔

مغربی میڈیا کی یلغار:

میڈیا کی اصل غرض اور منشا تو صرف خبر رسانی اور عوام کو دنیوی واقعات و حالات سے باخبر کرنا ہے' لیکن جو طبقہ اس زمانہ میں اپنی چالاکیوں اور عیاریوں سے میڈیا پر قابض ہوگیا ہے' اس نے اپنے دیرینہ منصوبہ ''نئے عالمی نظام'' کی تکمیل کی راہ میں روڑا بننے والے عوام کی دماغی تطہیر کے لئے اس کا استعمال شروع کردیا ہے۔

انہوں نے ایک طرف تو کثیر خبروں کی اشاعت کے ذریعہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے قریب کرنے کا فریب دیا' تو دوسری طرف بڑی چالاکی سے انسانوں کا رشتہ خدا سے بالکل کاٹ دیا' چنانچہ ٹی وی پر نوع بنوع چینلوں کا اجراء' ویڈیو کی رنگارنگ کیسٹوں اور کمپیوٹری ڈیز کی بھرمار' نیز پرنٹ میڈیا کے کرشماتی فنکاروں سے مزین رنگ برنگ کے خوشنما مجلات اور باتصویر رسائل و اخبارات کی اشاعت' یہ سب چیزیں وہ ہیں جنہوں نے معاشرے میں فحاشی و عریانی کو فروغ دیا اور لوگوں کو تفریح' لذت اندوزی اور سفلی خواہشات کا اس قدر دلدادہ اور خوگر بنادیا کہ وہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں ساری حدود پھلانگنا

جارہے ہیں اور یہ سب مغربی میڈیا کی یلغار کے برے نتائج ہیں۔

مغربی میڈیا' ٹی وی' ریڈیو' انٹرنیٹ' اخبارات ورسائل وغیرہ پر مشتمل ہے' ہم سب سے پہلے ٹی وی کا جائزہ لیتے ہیں۔

سینماو ٹیلی ویژن کی یورش:

ٹیلی ویژن دور جدید کی وہ خطرناک ایجاد ہے' جس نے میڈیا کی دنیا میں غیر معمولی انقلاب برپا کردیا' اس ایجاد نے متحرک تصاویر اور آواز دونوں کو استعمال کرکے پوری دنیا کو سمیٹ کر ایک بستی میں تبدیل کردیا' چنانچہ ٹی وی پر فلموں' ڈراموں' ناچ گانوں' خبروں اور عالمی معلومات پر مشتمل بے شمار پروگرام پیش کئے جاتے ہیں' جن میں سے اکثر پروگرام حیا سوزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

نیز فلم' ڈرامے اور ناچ گانوں کی شکل میں پیش کئے جانے والے بیشتر پروگرام اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں اور وہ پروگرام بداخلاقی' فواحش ومنکرات کو فروغ دینے والے' تشدد سے بھرپور' اپنی چلتی پھرتی تصویروں کے ذریعہ ناظرین کے دل و دماغ میں جنسی میلان جگانے اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ چوری' ڈکیتی' عصمت دری' عصمت فروشی کے گر سکھانے والے ہوتے ہیں' جن کی وجہ سے ناظرین میں جنسی بے راہ روی اور آزاد خیالی کا رجحان پیدا ہونے لگتا ہے' قوم کے نوجوان افراد ان تصاویر کے ذریعہ پیش کیے جانے والے فرضی واقعات کو نہ صرف دیکھتے ہیں' بلکہ ساتھ ساتھ ان سے عملی سبق بھی لیتے ہیں' جس کے نتیجہ میں وہ دین و شریعت سے آزاد' بے راہ روی کے دلدادہ اور معاشرے اور سماج کے اصولوں سے بے نیاز ہوجاتے ہیں' نیز ان پروگراموں کی وجہ سے عورتوں میں عریانیت' اباحت پسندی اور بدکاری جیسے جرائم پروان چڑھنے لگتے ہیں۔

اور یہ سب مغرب کی دین ہے' جو ایک منصوبہ کے تحت اسلامی حلقوں میں عام کی جارہی ہے' بلکہ اس کو توپوں اور بندوقوں کے بغیر لڑی جانے والی ایک ایسی جنگ سے تعبیر کرسکتے ہیں' جو اہل مغرب نے اسلام کے خلاف عرصہ سے چھیڑ رکھی ہے' گویا میڈیا کے ذریعہ لڑی جانے والی یہ ایک ایسی جنگ ہے' جو مغربی استعمار کے قدیم خوابوں کی تعبیر ہے۔

دراصل جب اہل مغرب صلیبی جنگوں میں شکست کھاگئے' تو انہوں نے اسلام کے خلاف منصوبہ بندی میں جو مقاصد پیش نظر رکھے تھے' اس کی طرف صراحت کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے امریکن کیتھولک چرچ کی ایک انجمن کے صدر ''مارشل بولڈوان'' نے اپنی ایک تقریر میں' جو انہوں نے ۱۹۴۱ء میں انجمن کے دوسرے سالانہ اجلاس میں کی تھی' صراحت کے ساتھ کہا تھا کہ: مغرب' اسلام کو صرف موجودہ تمدن ہی کے لئے خطرناک تصور نہیں کرتا' بلکہ عالم مسیحیت اور عیسائی فرقوں کی کم از کم ہزار سال سے اس کے ساتھ نبرد آزمائی چلی آرہی ہے اور یہ جنگ برابر جاری رہے گی۔

(مغربی میڈیا اور اس کے اثرات صفحہ ۱۹۱)

چنانچہ مغرب کی یہ جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پہلے علم وادب کے راستہ سے جاری تھی' اب ایک صدی سے اس جنگ کو میڈیا کے ذریعہ گھر گھر پہنچادیا گیا ہے' فلم کا وسیع پردہ سیمیں اور ٹیلی ویژن کا ماحول اس بات کے ضامن ہیں کہ امریکی افکار و مقاصد کو زیادہ وسیع پیمانے پر لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ کردیا جائے' اور اپنے اس مقصد میں وہ بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

نیز مغربی میڈیا کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی واقعہ کو پیش کرنے میں چشم پوشی تو دور کی بات' سہل پسندی سے بھی کام نہیں لیتا' چنانچہ دن رات بغیر کسی توقف کے کروڑوں ڈالر کے سرمایہ سے مختلف طریقوں سے ایسی فلمیں تیار کی جارہی ہیں' جن میں دین اسلام اور مسلمانوں کو اصل نشانہ بنایا جارہا ہے' اور کثیر آبادی والے اسلامی ممالک میں اس طرح کے فلمی سلسلہ کو خوب ترقی دی جارہی ہے۔

چنانچہ مصر میں ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک دو بھائیوں نے ستر کے قریب ایسی فلمیں تیار کیں' جن میں فحاشی اور عریانیت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات اور اسلامی شخصیات کے خلاف ایسا زہر تھا' جس نے نئی نسل کے دل و دماغ کو غیر معمولی حد تک مسموم کردیا اور اسلام اور اس کی تعلیمات و شخصیات سے نفرت پیدا کردی۔

اسلام کے خلاف مغربی استعمار کی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں' بلکہ اہل مغرب کسی بھی معاشرے پر غلبہ پانے کے لئے بے حیائی اور فحاشی کے میدان میں کسی سے کمتر ثابت نہیں ہوتے۔

چنانچہ افغانستان میں طالبان حکومت کے سقوط کے بعد امریکہ نے خشک روٹیوں اور زخمیوں' مجبوروں کے لئے دواؤں کی فراہمی سے قبل کابل کے بازاروں اور اس کے گلی کوچوں کو فحش فلمی گانوں' ویڈیو کیسٹوں' شہوت رانی پر اکسانے والی

مغربی رقاصاؤں اور اس طرح کے بے شمار حیا سوزی کے مظاہر سے چوبیس گھنٹہ میں بھر دیا تھا' ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تھا تا کہ ایک مذہب پرست' دین پسند اور روایت شناس معاشرے کو نیست و نابود کر دیا جائے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی یہ کوششیں صرف افغانستان ہی میں وجود پذیر نہیں ہوئیں' بلکہ اہل مغرب اس طرح کے مواقع پر کبھی کوتاہ دستی سے کام نہیں لیتے' یہ ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست کاوشیں ہیں' جن کے نتیجہ میں نام نہاد مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد کی شکل میں ان کو ایسے پٹھو مل گئے ہیں' جو مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھسم کر دینے کی خاطر تیار کئے ہوئے اس زہر کو ڈالر اور پونڈ دے کر منگواتے ہیں اور اپنے مسلمان ہم وطنوں اور دینی بھائیوں کے حلق میں زبردستی انڈیلتے ہیں۔

اس انکشاف سے آپ کو حیرت ہوگی کہ بارہ اسلامی ممالک ایسے ہیں' جو پچاس فیصدی وی' ریڈیو کے فلمی اور دیگر پروگرام مغربی ممالک سے درآمد کرتے ہیں' مصر میں ۸۵ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں' اور اردن میں ۶۵ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں' جبکہ متحدہ عرب امارات میں ۷۷ فیصد' تونس میں ۸۷ فیصد' الجزائر میں ۹۷ فیصد' مراکش میں ۸۲ فیصد اور کویت میں ۷۷ فیصد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں' اور سعودی عرب میں ہر ماہ ستر سے اسی ہزار تک امریکا اور جاپان کے تیار کردہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ فروخت ہوتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ یہ رپورٹ آج سے تقریباً پانچ چھ سال قبل کی ہے' لہٰذا وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کی فروخت میں اضافہ بالکل یقینی ہے۔

نیز مصر سے شائع ہونے والے روز نامہ الاہرام کے ۱۳/ستمبر ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں عالم عرب اور فرانس میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو کیسٹ کی موجودگی کا جائزہ اور اس کے موازنے کی رپورٹ انتہائی حیرت انگیز ہے' اس رپورٹ میں ہے کہ فرانس میں ہر ایک ہزار شخص پر صرف دس وی سی آر سیٹ کا تناسب بنتا ہے اور اس کے بالمقابل کویت میں ہر ایک ہزار افراد پر چار سو نوے وی سی آر سیٹ کا تناسب بنتا ہے' جبکہ سعودی عرب میں ہر ایک ہزار پر یہ تناسب سات سو پچاس وی سی آر سیٹ کے حساب سے بنتا ہے' نیز ایک دوسرے سروے کے مطابق یہ تناسب ۱۹۹۵ء میں سو فیصدی ہو گیا۔

(مغربی میڈیا اور اس کے اثرات' ص:۲۲۰)

عالم اسلام پر مغربی طاقتوں کی میڈیا کے ذریعہ یورش اور عربوں کو اس کا گرویدہ بنانے کی مغربی سازشوں کا یہ ایک مختصر سا جائزہ ہے' ورنہ تفصیل کے لئے دفاتر نا کافی ہوں گے' اور یہ مختصر رپورٹ ہی دشمنان اسلام کی سازشوں کا پردہ چاک کر دینے کے لئے کافی ہے۔

انٹرنیٹ کی گل کاریاں:

میڈیا کے ضمن میں انٹرنیٹ بھی ایک قابل ذکر چیز ہے' جس کا بٹن دباتے ہی آپ فحاشی و غلاظت سے بھرپور عریاں سے عریاں ترین دنیا کا نظارہ کر سکتے ہیں۔

یہ انٹرنیٹ کیا ہے؟ یہ کمپیوٹر کا ایک ایسا بین الاقوامی نظام ہے' جس کے ذریعہ آپٹک فائبر' ٹیلی ویژن اور مصنوعی سیاروں کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں' رابطہ بنا سکتے ہیں' گویا کہ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کا نام ہے' جس کے ذریعہ آپ ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

نیز انٹرنیٹ سے وابستہ ہر آدمی اس پر اپنے نظریات و احساسات اور اپنی فکر دوسرے کے سامنے رکھ سکتا ہے' اور آج کل اس مقصد کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال ایک عام سی بات بن گئی' اسی وجہ سے کالجوں' یونیورسٹیوں' لائبریریوں اور مارکیٹوں میں اس کا استعمال اور اس کی ضرورت اور مانگ بڑھتی جارہی ہے' اور کثیر تعداد میں ہر روز لوگ اس سے وابستہ ہو رہے ہیں۔

چنانچہ اسلام دشمن طاقتیں اس موقع سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ آج کل اسلام مخالف طاقتیں انٹرنیٹ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں' اس کا صاف اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت انٹرنیٹ پر کم و بیش ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائٹ موجود ہیں' جن میں سے کم و بیش دو لاکھ صرف عیسائیوں کے قبضہ میں ہیں' جن کے ذریعہ وہ عیسائیت کی معلومات اور اس کی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف بڑی ہوشیاری سے نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے۔ جامعہ الازہر مصر کے سینٹر فار اسلامک اکانومی (مرکز برائے اسلامی معاشیات) کے ڈائریکٹر جنرل کا بیان ہے کہ اب تک انٹرنیٹ پر ایسے ستائیس پروگراموں کا پتا چلا ہے' جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔" (نوجوان تباہی کے دھانے پر' صفحہ ۳۱۵)

ان سب سازشوں کے علاوہ انٹرنیٹ پر ایسے بے شمار پروگرام بھی ڈال دیئے جاتے ہیں' جو فاشی اور جنسی رجحان کے فروغ سے نئی نسل کے اخلاق کو خراب کرتے ہیں' جس کی وجہ سے اس کے مضر اثرات بھی برائی کی کسی بارش سے کم نہیں ہیں۔

اخبارات کی غلط بیانی وفحش کاری:

میڈیا کے ضمن میں ایک اہم چیز اخبارات و رسائل بھی ہیں' حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل اخبارات کی دنیا پر یہودی ساہوکاروں کی اجارہ داری ہے اور وہ ان کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں' چنانچہ وہ مسلمانوں ہی میں سے کچھ ایسے افراد بھی فراہم کرلیتے ہیں' جو ان کا آلہ کار بن کر میدان صحافت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوب گل کھلاتے ہیں۔

چنانچہ عرب ممالک میں جرائد ''الہلال'' اور ''الاہرام'' کے تعاون سے مغربی افکار و اقدار کی ترجمانی کرنے والوں کی ایک ایسی کھیپ موجود ہے' جو نئی نسل کے ذہن و دماغ کو مسموم کرنے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں اور صحیح الفکر داعیوں' دینی تحریکوں اور ان کے علم برداروں کے خلاف زہرافشانی کی مہم چھیڑے رہتے ہیں' نیز اپنی تحریرات میں ضبط تولید' جنسی اباحت' عورتوں کی مکمل آزادی' اور رقاصاؤں' مغنیاؤں اور اداکاروں کی تقدیس وہمت افزائی کے علاوہ فحش کہانیوں اور تصاویر کے ساتھ نوجوان نسل کے ذہن میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں' چنانچہ بعض رسائل اور اخبارات کا اجراء ہی صرف اسلام مخالف فضا تیار کرنے کے مقصد کے تحت ہوتا ہے۔

ان سب کے علاوہ ایسے بے شمار رسائل نکل رہے ہیں' جس میں اسلامی تعلیمات کے خلاف فضا ہموار کرنے اور ان کا مذاق اڑانے والے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں' نیز ناجائز جنسی تعلقات کی وکالت وحمایت اور عورت سے وابستہ اخلاقی اقدار کو پامال کرنے والے رسائل کی کثرت بھی لمحہ فکریہ ہے۔ چنانچہ دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے رسائل کی ایک بڑی تعداد پورے انسانی معاشرے کو جنسی بے راہ روی اور فاشی کے سمندر میں ڈبونے میں لگی ہوئی ہے۔

تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ اس طرح کے تمام رسائل کو اپنی تمام تر عریانیت اور فاشی کے باوجود رجسٹرار نیوز پیپرز کی طرف سے رجسٹریشن حاصل ہے اور ان میں سے فحش رسائل کو ان کے نہایت فحش اور عریاں ہونے کے باوجود ترقی پسند حلقوں میں کافی مقبولیت حاصل ہے' چنانچہ ایک فحش رسالہ آج سے چند سال پہلے تک آٹھ لاکھ سے بھی زائد تعداد میں شائع ہوتا تھا' جبکہ موجودہ وقت میں اس کی تعداد میں اضافہ ایک بدیہی امر ہے۔

(مغربی میڈیا اور اس کے اثرات' ص:۲۳۷)

اس مختصر تجزیہ سے یہ پتا لگا کہ یہودی' میڈیا پر قابض ہوکر کس طریقہ سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اس کا استعمال کررہے ہیں' یہاں تک کہ ہمارے گھروں اور آنکھوں تک میں گھس آئے ہیں اور اسلام پر حملہ آور ہیں' ان کی سازشوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

☆☆......☆☆

مجھ کو قادیانی تحریک سے بڑا خطرہ ہے

''حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ قادیانی تحریک کے حوالے سے بڑے فکرمند تھے' ان کی زندگی میں انگریزی اقتدار کی بدولت قادیانیوں نے کشمیر میں جو رسوخ حاصل کرلیا تھا' اس پر بہت پریشان تھے' ایک دفعہ فرمایا کہ:

''مجھ کو قادیانی تحریک سے بڑا خطرہ ہے' اس کی وجہ سے میری رات کی نیند اڑگئی تھی' لیکن نہ تو ظاہری اسباب ووسائل کے اعتبار سے دنیاوی طور پر مقابلے کی طاقت تھی' اور نہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری اتنی وجاہت تھی کہ میری دعا قبول ہو۔''

یہ حضرتؒ کی شانِ عبدیت تھی' جو حق تعالیٰ کی شانِ بے نیازی پر نظر کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی' ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو جو وجاہت حاصل تھی' وہ ان کے کمالات وخدمات سے ظاہر ہے' چنانچہ خود اسی موقع پر فرمایا کہ:

''بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ انشاء اللہ! یہ فتنہ بھی اپنے پیشرو فتنوں کی طرح فرو ہوجائے گا' اور دین اسلام اس رخنہ سے محفوظ رہے گا' اس کے بعد مجھے اطمینان ہوگیا' اور سکون وقرار نصیب ہوا۔''

(از حضرت مولانا لطف اللہؒ)

عنقریب ایسا زمانہ آئے گا......

مفتی محمد سلمان منصور پوری

ابوعیینہ کے آزاد کردہ غلام واصل کہتے ہیں کہ مجھ کو یحییٰ بن عقیل نے ایک صحیفہ دے کر یہ کہا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر ہے جو آپ ہر جمعرات کو اپنے تلامذہ کے سامنے ارشاد فرمایا کرتے تھے اس صحیفہ میں یہ تحریر تھا کہ:

"عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا' جس میں نماز سے غفلت برتی جائے گی' اونچی اونچی بلڈنگیں بنائی جائیں گی' جھوٹی قسموں کی کثرت ہوگی' ایک دوسرے پر لعن طعن عام ہوجائے گا' رشوت خوری پھیل جائے گی' زناکاری عام ہوجائے گی اور آخرت کو دنیا کے بدلہ میں بیچا جانے لگے گا۔"

اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تمہارے سامنے یہ باتیں پیش آجائیں تو تم خطرات سے بچنے کا اہتمام کرنا۔"

آپ سے پوچھا گیا کہ: بچاؤ کس طرح ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ:

"تم اپنے گھروں میں خانہ نشین ہوجانا (یعنی بلاضرورت گھر سے باہر مت نکلنا) اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روک کر رکھنا۔" (موسوعہ آثار الصحابہ ۳/۱۱۳)

افسوس ہے کہ جن باتوں کی طرف صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ توجہ دلا کر ان سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے ہمارے زمانہ میں وہ سب باتیں واقعات بن چکی ہیں اور پورا معاشرہ دینی اعتبار سے خطرات میں گھر چکا ہے' جس کی قدرے تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

نماز سے غفلت:

آج پورے عالم میں نماز سے غفلت عام ہے۔ مسجدیں تو بڑی عالیشان بن رہی ہیں' مگر اسی تناسب سے نمازیوں کی تعداد گھٹتی جارہی ہے۔ بلامبالغہ آج مسلمانوں کی اکثریت نماز سے غافل ہے' حالانکہ نماز ہی دین کا ستون ہے۔ (کشف الخفاء ۲/۲۷) اور اسی عبادت کے ذریعہ اسلام اور کفر میں امتیاز ہوتا ہے۔ (مسلم ۱/۶۱)

نماز کی زندگی سے دین کی زندگی ہے اور نماز کی موت دراصل دین کی موت ہے' نماز کے واسطہ سے مسلمان کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہوتا ہے اور نماز سے پیدا شدہ کیفیت کی بدولت مسلمان کو گناہوں اور بے حیائیوں سے بچنے کی توفیق میسر آتی ہے' جبکہ نماز سے غفلت کی بنا پر انسان پر بے حسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اچھے بُرے کی تمیز سے محروم ہوجاتا ہے۔

ایک مسلمان کا سب سے بڑا امتیاز اور قیمتی ترین سرمایہ نماز ہے' اس کا اندازہ وہ لوگ بآسانی لگا سکتے ہیں' جو سفر وحضر میں نماز اور جماعت کے عادی ہیں' خود احقر کو بار بار اس کا تجربہ ہوا کہ ٹرین یا پبلک مقامات پر جب بھی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا' تو دیکھنے والے غیر مسلموں کی طرف سے ہمیشہ مثبت اور محبت آمیز رویہ دیکھنے کو ملا' کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ٹرین میں زبردست بھیڑ تھی' نماز کا وقت نکلا جارہا تھا' احقر مصلی لے کر سیٹ سے اٹھا اور نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو بھیڑ کے باوجود لوگوں نے پوری بشاشت کے ساتھ نماز پڑھنے کی جگہ دی اور نماز کے بعد بھی بہت اکرام کا معاملہ کیا۔ کاش! اگر سب مسلمان اسی کردار کا مظاہرہ کرنے لگیں تو کتنی خرابیاں تو محض نماز کے اہتمام ہی سے ختم ہوسکتی ہیں' اور غیروں پر ہمارے عمل کے اچھے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

احقر نے ایک رسالہ میں ایک امریکی فوجی کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ پڑھا تھا کہ اس کے اسلام لانے کا محرک یہ واقعہ بنا کہ وہ سعودی عرب کے کسی شہر میں دکان سے سامان خریدنے گیا' سودا طے ہوگیا اور وہ قیمت ادا کرنا ہی چاہتا تھا کہ قریب کی مسجد سے اذان کی آواز آئی' اذان سنتے ہی اس مسلمان دکاندار نے پیسہ لینے اور سودا دینے سے انکار کردیا اور فوراً دکان بند کرکے نماز پڑھنے چلا گیا' بس اس نمازی شخص کا یہی کردار اس امریکی فوجی کے لئے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اس نے سوچا کہ یقیناً اس مذہب میں کوئی ایسی کشش ہے کہ انسان اپنی تجارت کو چھوڑ کر عبادت کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

(امریکی نئے مسلمانوں کی سچی کہانیاں صفحہ ۱۱)

افسوس کہ یہ کردار جو ہمارے معاشرہ میں جابجا نظر آنا چاہئے تھا' آج بالکل عنقا ہوتا جارہا ہے' اور مسلم معاشرہ بچوں سے لے کر بڑوں تک اور مردوں سے لے کر عورتوں تک نماز سے غفلت میں مبتلا ہے' اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ کی اس کوتاہی کا فی الفور سدباب کیا جائے۔ ہر آدمی اپنی دینی ذمہ داری محسوس کرے' یہ نہ سمجھے کہ یہ تو صرف علماء کا یا تبلیغی جماعت کا کام ہے' ہمیں اس سے کیا مطلب؟ ایسا نہیں ہے' بلکہ نماز کی طرف دعوت اور اس کا اہتمام ہر مسلمان کی ذاتی ذمہ داری ہے' خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو' اسے نماز کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے' تاکہ اسلامی معاشرہ ترک نماز کی نحوستوں سے محفوظ رہے' اور نماز کی برکتوں سے مالا مال ہو۔

بلڈنگوں کی بہتات:

آج جس کے پاس بھی پیسہ ہے' وہ ضروری اور غیر ضروری تعمیرات پر اسے بے دریغ خرچ کررہا ہے' جس شہر میں چلے جایئے' نت نئی ڈیزائنوں کی بلڈنگیں جابجا نظر آئیں گی' اس معاملہ میں اس قدر اسراف ہورہا ہے جو ناقابل بیان ہے' بڑے بڑے سرمایہ دار جو دینی ضرورتوں کے لئے چند روپے دیتے ہوئے بھی جھجکتے اور دسیوں حیلے بہانے بناتے ہیں' وہ اپنی ذاتی تعمیرات میں بلاجھجک اور بلاضرورت بے حساب رقم خرچ کردیتے ہیں اور انہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کتنی بڑی فضول خرچی کے مرتکب ہورہے ہیں۔

آج کل تعمیرات میں تنوع بھی ایک مستقل فیشن بن گیا ہے' ہر مالدار یہ چاہتا ہے کہ اس کا گھر اس ڈیزائن کا بنے' جیسا آج تک دنیا میں کسی نے نہ بنایا ہو' یہ سب شوخیاں اور شوبازیاں اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل پسند نہیں ہیں' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ جس کی رقومات کو ضائع کرنے کا ارادہ فرماتا ہے' تو اس کے پیسہ کو مٹی گارے (تعمیرات) میں خرچ کرادیتا ہے۔'' (الزواجر:۱/۴۲۸)

نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''ضرورت سے زائد ہر تعمیر اس کے مالک کے لئے آخرت میں وبال کا باعث بنے گی۔'' (ابوداؤد عن ابی داؤد ۱/۴۲۸)

اس لئے بلاضرورت تعمیر کوئی خوشی اور مسرت کی چیز نہیں' بلکہ ایک مستقل وبال ہے' جس کا اندازہ آخرت میں جاکر ہوگا۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان فضولیات میں اپنی کمائی کو ضائع نہ کریں' بلکہ خیر کے کاموں اور صدقات جاریہ میں زیادہ سے زیادہ رقومات صرف کریں تاکہ آخرت میں انہیں سرخروئی نصیب ہوسکے۔

جھوٹ کی کثرت:

اسی طرح آج ہر جگہ جھوٹ کا غلبہ ہے' کوئی کاروبار ایسا نہیں جس میں جھوٹ شامل نہ ہو' حتیٰ کہ جھوٹی قسموں اور جھوٹی گواہیوں کو معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا' گویا کہ اس گناہ کی برائی دل سے نکل چکی ہے' بالخصوص عدالتوں کا سارا نظام جھوٹ کے اثرات سے پوری طرح متاثر ہے' عدالت کے احاطہ میں پیسے لے کر جھوٹی قسمیں اور جھوٹی گواہیاں دینے والے لوگ بکثرت نظر آتے ہیں' حالانکہ جھوٹ ایسا گناہ ہے' جو اسلام کی فطرت کے خلاف ہے' پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

''مومن طبعی طور پر جھوٹا نہیں ہوسکتا۔'' (مسند احمد ۵/۲۵۲' الترغیب والترہیب ۳/۳۶۷)

یعنی وہ شخص ہرگز کامل مومن نہیں کہلایا جاسکتا' جو جھوٹ بولنے کو اچھا اور حلال سمجھتا ہو اور بالخصوص اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جھوٹی قسم کھانا' یہ تو اور بھی بدترین جرم ہے' اس لئے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ جھوٹ سے اور بالخصوص جھوٹی قسموں سے اپنے آپ کو بچائے' تاکہ وہ جھوٹ کے وبال سے محفوظ رہ سکے۔

ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا:

اسلام میں ایک دوسرے پر لعن طعن' بہتان تراشی اور بے عزتی سخت گناہ ہے' قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں نہایت شدت کے ساتھ ان اعمال سے منع کیا گیا ہے' لیکن یہ باتیں آج ہمارے معاشرہ میں اوپر سے لے کر نیچے تک عام ہوچکی ہیں' ہماری کوئی مجلس ایسی نہیں جاتی' جس میں دوسروں پر طنز واستہزا' چھینٹا کشی اور افتراء پردازی کی باتیں نہ ہوتی ہوں' الاماشاء اللہ۔

آج لوگ اس ٹوہ میں رہتے ہیں کہ کب موقع ملے اور کسی عزت دار کی عزت اتارلیں' بالخصوص ہمارے دینی قائدین ہر وقت ہمارے نشانے پر رہتے ہیں' جہاں ذرا سا موقع ملا' فوراً بے تکان ان کی کردار کشی شروع کردی جاتی ہے' آئے دن اخبارات کے کالم کے کالم ان کے خلاف بے سروپا باتوں سے سیاہ نظر آتے ہیں' اور بہت سے کج ذہن لوگ اصل معاملہ کی تحقیق کئے بغیر اخبار کی جھوٹی باتوں کو ''مکمل سچ'' سمجھ کر لعن طعن کی تحریک میں عملاً شریک ہوجاتے ہیں' جس کا نتیجہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے بداعتقادی کی شکل میں نکلتا ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہم پوری قوت کے ساتھ ایسی مذموم حرکتوں کی مذمت کریں اور ایسی کسی بات میں ملوث نہ ہوں' جس سے قوم وملت میں انتشار اور بے اعتمادی کی فضا قائم ہو۔

ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ آج ہمارے بدخواہ اپنی مطلب براری کے لئے ہمیں مختلف خانوں میں بانٹ دینا چاہتے ہیں' اور اس مقصد کے لئے

اخبارات میں خلاف واقعہ رپورٹیں چھپوا کر قوم میں اختلاف و انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے موقع پر ہمیں اخبارات پر اعتماد کرنے کی بجائے اصل اہل معاملہ سے رجوع کرنا چاہئے' تاکہ اس طرح کی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے۔

بہر حال یہ صورت حال سخت خطرناک اور تشویشناک ہے' آپس میں لعن طعن کی فضا میں قومی و ملی ترقی اور سکون و عافیت ہرگز میسر نہیں آسکتی' ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

رشوت خوری کی وبا:

رشوت خوری آج ہمارے معاشرہ کا ایسا رستا ہوا ناسور بن چکا ہے' جس نے قوم کی اخلاقی اور انسانی قدروں کو بالکل کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے' ضرورت مندوں کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا لوگوں کو ایسا چسکا لگ گیا ہے کہ اب مفت میں خیرخواہی کا تصور تک ذہنوں سے نکلتا جارہا ہے' بالخصوص حکومت اور اقتدار میں شامل افراد ''وزارت'' سے لے کر ''کلرکی'' تک اس نحوست میں لت پت ہیں' حتی کہ عدالت کے صاف شفاف پیشہ میں بھی رشوت نے دھڑلے سے اپنی مضبوط جگہ بنالی ہے' پہلے تو آنکھوں میں ذرا شرافت باقی تھی اور رشوت کا مطالبہ کرتے ہوئے کچھ حیا پائی جاتی تھی' مگر اب وہ حیا کا پانی بھی رخصت ہوچکا ہے۔ اب رشوتیں اس طرح طلب کی جاتی ہیں' جیسے وہ رشوت نہ ہو' بلکہ رشوت خور کا لازمی حق ہو' جسے دیئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

جس معاشرہ میں رشوت خوری عام ہو' وہاں حقداروں کی حق تلفی اور نااہلوں کی طرف سے زبردستی حقوق پر قبضہ لازم ہے' اس لئے پیغمبر علیہ السلام نے رشوت دینے والے' رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے ایجنٹ پر لعنت فرمائی ہے۔ (ادب الانصاف ۸۳)

مگر افسوس! کہ آج یہ وبا اس قدر پھیل گئی ہے کہ جو افسر رشوت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے' اہل غرض لوگوں کی طرف سے اسے طعنے سننے پڑتے ہیں' گویا کہ جو چیز قابل تعریف و لائق مبارک باد تھی' وہ معاشرہ کے بگاڑ کی وجہ سے موجب مذمت بن چکی ہے۔ اب رشوتوں کا اثر یہ ہے کہ بڑے سے بڑے مجرم کو رشوت دے کر چھڑالیا جاتا ہے اور بڑے سے بڑے پارسا شخص کو رشوتوں کے ذریعہ مبتلائے آزمائش کردیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ زمانہ یقیناً سخت خطرہ کا ہے' اور ہر انسان کو اپنی عزت' آبرو اور وقار کے بچاؤ کے لئے ہروقت ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

بدکاری کا عموم:

اسی طرح آج سارے عالم میں بدکاری' فحاشی اور زناکاری اور اس کے اسباب عام ہوچکے ہیں' آخر کون سا ملک ایسا بچا ہے' جہاں باقاعدہ بازار حسن قائم نہ ہو؟ بازاروں' سڑکوں اور چوراہوں پر صنف نازک کی نیلامی ہورہی ہے' اور عورت سے خیرخواہی کے خوشنما عنوان سے ہوس پرستوں نے پورے زور وشور کے ساتھ نسوانیت کے تقدس کو پامال کرنے کی مہم شروع کررکھی ہے۔

بالخصوص الیکٹرونک میڈیا (ٹیلی ویژن' انٹرنیٹ وغیرہ) اور پرنٹ میڈیا (اخبارات ورسائل وغیرہ) نے تو گویا بدکاری کی تبلیغ کا بیڑا اٹھالیا ہے' آج ان اداروں کے مابین اس پر مقابلہ آرائی ہورہی ہے کہ کون صنف نازک کو کس قدر برہنہ کرکے اپنے ناظرین کے لئے لذت کا سامان مہیا کرتا ہے؟ ٹیلی ویژن کا تو پوچھنا ہی کیا؟ آج روزمرہ کے قومی اخبارات ایسی حیا سوز اور عریاں تصاویر سے بھرپور ہوتے ہیں کہ شریف آدمی انہیں دیکھنے کا تحمل بھی نہیں کرسکتا' آج شہروں کی سڑکوں' دیواروں اور شاہراہوں پر لگے ہوئے سائن بورڈ حیا سوز پوسٹروں سے بھرپور نظر آتے ہیں۔

الغرض جدھر دیکھئے بدکاری اور بے حیائی کا دور دورہ ہے اور عالمی طور پر منظم انداز میں اس بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے' باقاعدہ اسی موضوع پر عالمی کانفرنسیں ہوتی ہیں کہ کس طرح مرد وعورت کے مابین ناجائز تعلق کو سند جواز فراہم کی جائے' گھر گھر اور شہر شہر مانع حمل اسباب اس قدر آسانی کے ساتھ مہیا کرادیئے گئے ہیں کہ بدکاروں کو ناجائز استقرار حمل کا جو خوف تھا' وہ معدوم ہوکر رہ گیا ہے' اور تو اور' بہت سی جگہ کالجوں میں باقاعدہ جنسی تعلیم کا نظم قائم کیا جارہا ہے۔ یہ ماحول اسلام کی نظر میں سخت خطرناک ہے' اسلام اس اباحیت کو کبھی قبول نہیں کرسکتا' وہ اپنے ماننے والوں کو حیا کی تعلیم دیتا ہے' وہ خواتین اسلام کی عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے انہیں اجنبی لوگوں سے پردہ میں رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

اسلام کی نظر میں بے حیائی اور زناکاری بدترین قسم کا جرم ہے اور اس جرم کا مرتکب سخت ترین سزا کا مستحق ہے (اسلامی حکومت میں جرم ثابت ہونے پر کنوارے زناکار کو سو کوڑے اور شادی شدہ مجرم کو سنگسار کرکے مار ڈالنے کا حکم ہے)۔ اسی لئے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں زناکاری اور بے حیائی کی سخت ترین الفاظ میں مذمت وارد ہوئی ہے' مثلاً: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆...... جب میری امت میں حرام اولاد کی کثرت ہوگی' تو اللہ تعالیٰ اسے عمومی عذاب میں مبتلا فرمادے گا۔ (مسند احمد ۶/۳۳۲)

☆...... جب زناکاری کی کثرت ہوجائے تو فقر و محتاجگی عام ہوجائے گی (فیض القدیر ۱۸۲) یعنی

برکتیں اٹھ جائیں گی اور ہر آدمی دوسروں کا محتاج ہوجائے گا‘ جیسا کہ آج کل یورپ وغیرہ کا حال ہے۔

☆...... جب بھی کسی قوم میں برسرِعام بے حیائی کی کثرت ہوگی‘ تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جائیں گی‘ جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ پائی جاتی ہوں گی۔ (الترغیب والترہیب ۳/۱۱۸)

چنانچہ آج کل ایسی لاعلاج بیماریاں (ایڈز وغیرہ) عام ہیں‘ جن سے پوری دنیا دہشت زدہ ہے‘ مگر حیرت ہے کہ پھر بھی بے حیائی میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔

بہرحال اس خطرناک ماحول میں ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے دین وایمان کے تحفظ کی فکر لازم ہے‘ ہر مومن کی یہ دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بے حیائی کے ماحول اور اس کے اسباب و وسائل سے محفوظ رکھے‘ اور اس بات کی بھرپور نگرانی کرے کہ اس کے گھر میں بدکاری کے اثرات تو نہیں آرہے ہیں‘ اس کے لئے چند باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے:

۱:..... گھر میں شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے۔

۲:..... گھر میں ٹیلی ویژن نہ رکھا جائے۔

۳:..... فلمی رسائل اور عریاں تصاویر والے اخبارات اور ناول وغیرہ کے گھر میں داخلہ پر سخت پابندی ہو۔

۴:..... سینما بینی پر سخت نکیر کی جائے اور اس کے مرتکب کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

۵:..... لڑکا اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد شادی کردی جائے اور شادی کے عمل کو آسان بنایا جائے‘ کیونکہ جس معاشرہ میں شادی آسان ہوگی‘ وہاں بدکاری مشکل ہوگی‘ اور جہاں شادی مشکل ہوگی‘ وہاں بدکاری کی راہیں آسان ہوجائیں گی۔

الغرض ہمیں ہر ممکن طریقہ پر بے حیائی سے بچنے اور گھر والوں کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے‘ ورنہ ہم عذاب خداوندی سے بچ نہیں پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضمیر فروشوں کی کثرت:

ایک بڑے خطرہ کی بات یہ ہے کہ معاشرہ میں ضمیر فروشوں اور ایمان کے سوداگروں کی تعداد بھی بڑھتی جاری ہے‘ ایسے لوگوں کی نظر میں دین کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی‘ بلکہ ان کا مطمح نظر اور منتہائے مقصود صرف اور صرف دنیا کا نفع ہوتا ہے‘ یہ لوگ دین دے کر دنیا تو خرید لیں گے‘ مگر دنیا دے کر دین کا نفع حاصل کرلیں یہ اُن سے نہیں ہوسکے گا‘ مسلم معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کثرت بہرحال خطرناک اور افسوس ناک ہے‘ اس لئے کہ اسلام کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اسلام کو ایسے ضمیر فروشوں سے جتنا نقصان پہنچا ہے‘ اتنا بڑے بڑے خارجی دشمنوں سے بھی نہیں پہنچا‘ یہ لوگ ہمیشہ غیر مسلموں سے مرعوب رہتے ہیں اور ہر معاملے میں انہی کی زبان میں بات کرتے ہیں‘ اور اہل دین کے ساتھ ان کا رویہ طنز واستہزا اور حقارت پر مبنی ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ مسلم معاشرہ کے لئے رستے ہوئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا وجود نامسعود اسلام کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا رہتا ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں پائے جانے والے ایسے افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ہمیشہ ان سے محتاط رہا جائے‘ کیونکہ جو شخص دنیا کے بدلے میں آخرت کو بیچ دے‘ اس سے کسی خیر کی امید نہیں رکھی جاسکتی‘ اللہ تعالیٰ امت کو ایسے ضمیر فروشوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

بچاؤ کیسے ہو؟

مذکورہ واقعی خطرات کے ہوتے ہوئے زندگی کیسے گزاریں؟ اور ان خطرات سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کریں؟ اس بارے میں صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کی صحبت مبارکہ سے حاصل کردہ فراست ایمانی کی روشنی میں درج ذیل تین باتوں کی طرف رہنمائی فرمائی:

۱:..... خانہ نشین ہوجائیں:

یعنی بے ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں‘ فضول مجلسوں میں شرکت نہ کریں‘ کسی کے معاملہ میں خواہ مخواہ دخیل نہ ہوں‘ کسی جھگڑے میں فریق نہ بنیں وغیرہ‘ اس طرح سے آدمی ہزار فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

۲:..... اپنی زبان قابو میں رکھیں:

یعنی کسی کے بارے میں غلط جملہ منہ سے نہ نکالیں‘ کسی کی غیبت نہ کریں‘ جھوٹ نہ بولیں‘ کسی پر بہتان نہ باندھیں وغیرہ‘ مشہور ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں‘ یعنی ایسی باتیں پوشیدہ نہیں رہتیں‘ کسی نہ کسی ذریعہ سے دوسرے تک پہنچ جاتی ہیں‘ اور پھر یہی بات فتنے کی بنیاد بن جاتی ہے‘ اس لئے زبان کو محتاط رکھیں۔

۳:..... اپنا ہاتھ سنبھال کر رکھیں:

یعنی کسی پر ظلم نہ کریں‘ ظالم کا ساتھ نہ دیں‘ کسی کی حق تلفی نہ کریں وغیرہ۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم مذکورہ ہدایات پر عمل کریں گے‘ تو ان شاء اللہ! کافی حد تک خطرات سے بچ جائیں گے اور عافیت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام پورے کرکے بارگاہ ایزدی میں سرخروئی کے ساتھ حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرلیں گے‘ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن اور خطرات سے مرتے دم تک مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

اخلاقِ حسنہ کے حصول کا طریقہ

نورِ علم حاصل کرنے کے لئے اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے:

ایک شخص نے (حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے) دریافت کیا کہ: مولویوں کو کیا ہوا جو حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں؟ یہ لوگ تو خود لکھے پڑھے ہیں؟ وہاں کیا چیز ہے؟ جس کے لئے وہاں جاتے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں؟

حضرت تھانویؒ نے فرمایا: میں ایک مثال بتاتا ہوں' فرض کرو ایک شخص تو وہ ہے' جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے' مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں' اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا اس کو یاد نہیں' مگر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا ہے' بتلاؤ تو مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والے کا محتاج ہے؟ یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے والا کا؟ ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کا محتاج ہے' نہ کہ برعکس' اسی طرح ہم ''اہل الفاظ'' ہیں اور حضرت (حاجی صاحبؒ) ''صاحب معنی''، تو صاحب معنی محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ ''صاحب معنی'' کا محتاج ہوتا ہے۔ واقعی حقیقت خوب واضح ہوگئی' جس سے علماء' عرفاء میں فرق سمجھ میں آگیا۔

تشریح:

سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ' حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور ان کے ہم عصر چوٹی کے بہت سے علماء' سید العارفین حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ' کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ یہ سب حضرات علومِ شرعیہ میں جبالِ علم اور اپنی نظیر آپ تھے' اور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ' پورے عالم بھی نہ تھے' تو ظاہر بین' حقیقت سے بے خبر

مولانا مفتی عبدالستارؒ

لوگوں کو اس پر تعجب ہوتا کہ ایسے علمائے کرام' حضرت حاجی صاحب سے کیا لینے جاتے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جس کا انہیں علم نہیں' قرآن و حدیث میں سب کچھ پڑھ رکھا ہے۔

اسی شبہ کے ازالہ کے لئے حضرت حکیم الامتؒ نے ایک مثال سے اس حقیقت کو کھولنا چاہا' جس کا حاصل یہ ہے کہ مامورات شرعیہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور اخلاقیات میں تواضع' صبر و شکر' توکل وغیرہ' ان میں سے ہر ایک کا ایک نام ہے' جو بولا یا لکھا جاتا ہے' اور ان کی ایک حقیقت خارجیہ ہے' ان میں سے مطلوب شرعی ان کی ''حقیقت خارجیہ'' ہے' مثلاً: شکر کا لفظ بولنے سے یا لکھنے سے منہ میں مٹھاس نہیں آئے گی اور نہ اس سے چائے کو میٹھا کیا جاسکتا ہے' چائے میں تو وہ شکر کام آئے گی جو اس کا وجود خارجی ہے' جسے دکان سے خریدا جاتا ہے' چائے اس سے پکے گی' کتابیں پڑھ لینے سے مامورات شرعیہ کا لفظ متعارف تو ہوجاتا ہے' لیکن ان کی حقیقت تک رسائی اولیاء اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

ہندو پاک کی مشہور علمی شخصیت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے کتاب الصلوٰۃ طالب علمی کے زمانے میں متعدد کتابوں میں پڑھی تھی اور پھر بحیثیت استاذ ہونے کے عرصہ تک اسے پڑھاتے رہے' لیکن حقیقتِ نماز تک رسائی ایک مدت کے بعد اس وقت ہوئی جب ہمیں مرشد تھانویؒ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔

دانستن اور داشتن کا باہمی فرق:

بوعلی سینا بڑے عالم اور طبیب تھے' ایک مرتبہ ایک بزرگ کے پاس آئے اور کچھ دیر ان کی خدمت میں رہ کر واپس چلے گئے' بعد میں کسی کے ذریعے شیخ کے خادم سے معلوم کرایا کہ شیخ نے میرے بارے میں کوئی تبصرہ تو نہیں فرمایا۔ ان کا خیال تھا کہ شیخ نے میری بڑی تعریف کی ہوگی' لیکن خادم نے بتلایا کہ شیخ یوں فرمارہے تھے کہ: ''بوعلی اخلاق ندارد۔'' یہ سن کر بوعلی کو بڑا تعجب

ہوا اور چند روز میں اخلاق کے متعلق ایک کتاب تحریر کرکے شیخ کی خدمت میں بھجوا دی۔ کتاب کو ملاحظہ فرما کر شیخ نے فرمایا:

من نگفتہ بودم کہ بوعلی اخلاق نداند
گفتہ بودم کہ بوعلی اخلاق ندارد

ترجمہ:...... "میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ بوعلی اخلاق کو جانتا نہیں‘ بلکہ میں نے کہا تھا کہ بوعلی اخلاق نہیں رکھتا۔"

کتاب دلیل بر دانستن است‘ نہ بر اخلاق "داشتن" (یعنی کتاب تو صرف جاننے پر دلیل ہے نہ کہ اخلاق رکھنے پر)۔ اسی طرح سے سمجھئے کہ مقصود حقائق شرعیہ اور اخلاق حسنہ وغیرہ کا صرف جاننا ہی نہیں‘ بلکہ ان کا حاصل کرنا ہے‘ صرف کتابیں پڑھ لینے سے حقائق شرعیہ حاصل نہیں ہوتے‘ بلکہ کسی شیخ کامل کے جوتے سیدھے کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ایک شخص ایک شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے‘ شیخ چارپائی پر بیٹھے تھے‘ آنے والے صاحب نیچے فرش پر بیٹھ گئے‘ شیخ نے فرمایا کہ: اوپر بیٹھو‘ تو اس نے کہا کہ: تواضعاً نیچے بیٹھا ہوں‘ شیخ نے تنبیہ فرمائی کہ: یہ تواضع نہیں بلکہ تکبر ہے‘ کیونکہ آپ نے یہ سمجھا کہ میرا اصل مقام اور استحقاق تو اوپر بیٹھنے کا تھا‘ لیکن تواضع اختیار کرتے ہوئے میں نیچے بیٹھتا ہوں‘ جب آپ نے اپنے تئیں حقیقتاً (خود کو) عالی مقام سمجھا تو تواضع کہاں رہی؟ تواضع تو یہ ہوتی کہ تم سمجھتے کہ میں فرش پر بھی بیٹھنے کے قابل نہ تھا‘ بلکہ جوتوں کی جگہ بیٹھنے کے لائق تھا‘ شیخ کا احسان ہے کہ فرش پر جگہ دے دی۔

سوہن حلوہ‘ جلیبی وغیرہ کا نام معلوم ہو جانا کافی نہیں اور نہ کچھ مفید ہے‘ بلکہ جب اسے خرید کر کھاؤ گے تب مزہ آئے گا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کی "دکان معرفت" پر حاضر ہو کر جب حقائق شرعیہ حاصل کرو گے تو کام بنے گا۔

انہی حقائق کو حاصل کرنے کے لئے حضرات علمائے کرام‘ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ‘ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے‘ جو صرف کتاب پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہیؒ تحصیل علمی سے فراغت کے بعد ایک مسئلے کے سلسلے میں تھانہ بھون تشریف لے گئے‘ وہاں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ‘ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہو گئے‘ مگر یہ شرط لگا دی کہ تہجد نہیں پڑھوں گا‘ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ: کوئی بات نہیں‘ تہجد نہ پڑھیں‘ بیعت ہو جائیں۔ چنانچہ بیعت کے بعد رات کو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ‘ نے اپنی چارپائی کے قریب ان کی چارپائی ڈلوائی‘ رات کو سو گئے‘ تہجد کے وقت حضرت حاجی صاحبؒ اٹھے‘ وضو وغیرہ کرکے تہجد میں مشغول ہو گئے‘ اسی اثناء میں حضرت گنگوہیؒ کو بھی جاگ آ گئی‘ عزم مصمم تھا کہ تہجد نہیں پڑھیں گے‘ اس لئے کروٹ بدل کر لیٹ رہے‘ کروٹیں بدل رہے ہیں‘ لیکن نیند نہیں آ رہی‘ خیال ہوا کہ چلو آج تہجد پڑھ لیتے ہیں‘ پھر نہیں پڑھیں گے‘ کوئی حرام تھوڑا ہی ہے‘ چنانچہ اٹھ کر تہجد پڑھی‘ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: "وہ دن جائے پھر آخری عمر تک کبھی الحمدللہ تہجد قضا نہیں ہوئی۔" بلکہ ہزاروں تہجد گزار پیدا کردیئے‘ یہ پہلی دولت تھی جو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ‘ کی مبارک صحبت سے نقد حاصل ہوئی۔

☆☆............☆☆

پاکستان کے تین دشمن:

قادیانی‘ کمیونسٹ اور مغربی ممالک

"شاہ فیصل سے مولانا (محمد یوسف بنوریؒ) کی جو آخری ملاقات ہوئی‘ اس میں انہوں نے مولانا سے فرمایا تھا کہ: میں نے بھٹو کو ملاقات کے وقت صاف صاف بتادیا تھا کہ پاکستان کے تین دشمن ہیں: قادیانی‘ کمیونسٹ اور مغربی ممالک۔

مولانا (محمد یوسف بنوریؒ) نے بھٹو سے جو ملاقات لاہور میں کی تھی‘ اس میں آپ نے بھٹو سے فرمایا کہ: کیا تم کو ملک فیصل نے نہیں بتایا کہ قادیانی‘ کمیونسٹ اور مغربی ممالک‘ پاکستان کے تین دشمن ہیں؟ اور انہی لوگوں نے سازش کرکے لیاقت علی خان کو مروایا تھا؟ مسٹر بھٹو نے مولانا سے کہا کہ کیا تم مجھ کو بھی مروانا چاہتے ہو؟ مولانا نے برجستہ فرمایا کہ: ایسی موت کسی کو نصیب ہو تو اس پر ہزاروں زندگیاں قربان‘ جو شخص شہادت کی موت مرتا ہے‘ وہ مرتا نہیں بلکہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔"

(از حضرت مولانا لطف اللہؒ)

قادیانیت.....ایک شیطانی مذہب

محمد اطہر عظیم

قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

"محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۴، روحانی خزائن ص:۲۰۷، ج:۱۸)

قادیانی عقیدے کے مطابق مرزا غلام احمد کے "محمد رسول اللہ" ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے، یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے (نعوذ باللہ) چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے:

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی شکل اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر (یعنی انیسویں صدی) میں مبعوث ہوئے....." (روحانی خزائن ص:۲۷۰، ج:۱۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اس کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۰۴، ۱۰۵)

"اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۰۴، ۱۰۵)

قادیانی جماعت کا ترجمان روزنامہ "الفضل" قادیان زہر افشانی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی (فرق) یا مغایرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ شمارہ ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۰۷، ایڈیشن نہم لاہور)

اسی پر بس نہیں، بلکہ اس کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے روزنامہ "الفضل" میں یہاں تک لکھا گیا کہ:

"گزشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر میں، میں نے بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) باعتبار نام، کام، آمد، مقام، مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں۔" (روزنامہ "الفضل" قادیان، مورخہ ۲۸ / ۱ اکتوبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۰۹، ایڈیشن نہم لاہور)

جب قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہی "محمد رسول اللہ" ہے تو لامحالہ قادیانیوں کے نزدیک وہ خاتم النبیین بھی ہوا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۰، روحانی خزائن ص:۲۱۲، ج:۱۸)

نیز مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

"اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا' جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے' پس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔"

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

جب قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار پایا اور آپؐ کے منصب پر فائز ہو کر وہ آخری نبی اور خاتم الانبیاء ٹھہرا' تو قادیانی شاعر اور مرزا غلام احمد قادیانی کے "مرید باصفا" قاضی ظہور الدین اکمل نے اس کی "شان" میں درج ذیل اشعار کہے' جو قادیانی جماعت کے ترجمان اخبار "الفضل" میں شائع ہوئے:

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

(قادیانی مذہب' نمبر ۲۵' ص:۳۴۱' روزنامہ "الفضل" قادیان ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

علاوہ ازیں اخبار "الفضل" میں درج یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجی بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۸/مئی ۱۹۲۸ء)

بات صرف یہیں تک محدود نہیں رہی' بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو اتنا آگے نکل گیا کہ اس نے عقیدۂ ختم نبوت کو لغو اور باطل عقیدہ اور اسلام کو شیطانی مذہب قرار دینا شروع کر دیا (نعوذ باللہ)' چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں' صرف قصوں کی پوجا کرو' پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے' جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا...... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا' میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳' روحانی خزائن ص:۳۵۴' ج:۲۱)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! جس مذہب میں یہ خیال کیا جاتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا' مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک وہ شیطانی مذہب ہے' اسلام کی اس سے زیادہ توہین و تضحیک بھلا اور کیا ہو گی؟ عجائبات میں سے ہے کہ ابلیس قادیان نے اسلام جیسے عظیم مذہب کو شیطانی مذہب قرار دیا' جبکہ حقیقتاً قادیانیت شیطانی مذہب کہلانے کی مستحق ہے۔

ان اقتباسات سے واضح ہوا کہ قادیانیوں کے نزدیک: مرزا غلام احمد قادیانی' محمد رسول اللہ ہے' یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں دوسرا جنم لے کر قادیان میں مبعوث ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک ہی شان' منصب اور مرتبہ رکھتے ہیں' گویا برابر ہیں' جبکہ بعض تحریرات میں مرزا غلام احمد قادیانی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ میں بڑا ہونے کے دعوے بھی کئے ہیں' نیز یہ بھی قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خاتم النبیین' خاتم الانبیاء یا بالفاظ دیگر آخری نبی ہے' مزید برآں مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت لغو اور باطل عقیدہ ہے۔

ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں فیصلہ آپ خود کیجئے کہ کیا قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ ہے؟

ایسے شیطانی عقائد رکھنے والے شخص مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کسی مذہب کے تو کجا' کسی بھی ضابطہ اخلاق کے پابند نہیں' ان کا مقصد صرف اسلام کی بیخ کنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکا ڈالنا ہے۔ ان سے خود بھی بچئے اور پوری امت کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کیجئے۔

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

فتنہ قادیانیت کے مقابلہ کے لئے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ہیں

میر پور خاص (رپورٹ: ابو ارسلان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ‘ مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے ہمراہ ایک ہفتہ کے لئے اندرون سندھ کے جماعتی دورہ پر تشریف لائے‘ اس دوران انہوں نے مختلف کانفرنسوں سے خطاب کیا اور متعدد مدارس کے طلبہ وطالبات کے اجتماعات میں بیان کیا‘ اس موقع پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ‘ مسئلہ حیات ونزول مسیح‘ امام مہدی کے ظہور‘ فتنہ قادیانیت اور علامات قیامت کے حوالہ سے کانفرنسوں میں ان کے بیانات ہوئے۔

سب سے پہلا پروگرام ۶/اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعہ ٹنڈو آدم میں ہوا جہاں آپ نے چھبیسویں سالانہ کانفرنس میں شرکت فرمائی اور جمعۃ المبارک کا خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا محمد نذر عثمانی کے علاوہ سندھ کے معروف عالم دین‘ شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی مدظلہ سجاول اور مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد‘ مولانا انوار الحق حقانی نے بھی خطاب فرمایا۔ کانفرنس حضرت علامہ احمد میاں حمادی کی نگرانی میں ہوئی‘ جو دن گیارہ بجے سے رات گئے تک جاری رہی‘ اس کانفرنس میں کراچی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی قیادت میں شرکت کی‘ جس میں مولانا قاضی احسان احمد‘ مولانا محمد اعجاز‘ محمد انور‘ مفتی عبدالقیوم دین پوری‘ سیّد انوار الحسن‘ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے صاحبزادگان حافظ محمد سعید لدھیانوی‘ حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی اور مولانا محمد طیب لدھیانوی نے شرکت کی۔

۷/اپریل ۲۰۰۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کراچی تشریف لائے‘ جہاں انہوں نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا اور حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور مولانا محمد اکرم طوفانی کے ہمراہ ٹنڈو الہ یار تشریف لے گئے‘ جہاں سب سے پہلے مدرسۃ البنات میں علماء کرام کے بیانات ہوئے‘ مولانا محمد اکرم طوفانی کا مدرسہ صدیق اکبرؓ کی طالبات میں بیان ہوا‘ مولانا احمد میاں حمادی کا مدرسہ فاروقیہ میں اور مولانا محمد علی صدیقی کا مدرسہ اجابہ میں بیان ہوا‘ رات کو جامع مسجد میمن میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا‘ جس کا انتظام مولانا راشد محبوب اور مولانا مفتی محمد عمران نے کیا۔ اس کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ مولانا محمد اکرم طوفانی اور علامہ احمد میاں حمادی صاحب کا خطاب ہوا‘ ہدیہ نعت سائیں شہباز نے پیش کیا اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد علی صدیقی نے انجام دیئے۔

۸/اپریل ۲۰۰۷ء کو یہ قافلہ میر پور خاص سے ہوتا ہوا کنری کے لئے عازم سفر ہوا‘ میر پور خاص میں مدرسہ تجوید القرآن رحیمیہ میں قیام ہوا‘ قاری بشیر احمد اور قاری سلمان بن محمد نے استقبال کیا‘ رات کنری میں ۳۳ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی‘ جس کی صدارت میاں عبدالواحد صاحب نے کی۔

کانفرنس سے مولانا علامہ احمد میاں حمادی‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کیا۔ سب سے اہم خطاب حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کا تھا۔ کانفرنس سے جناب حافظ ابوبکر نے نعت پڑھ کر سامعین کے ایمان کو تازہ کیا۔ کانفرنس کے آخری مقرر جناب قاری کامران احمد تھے۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی کو بھی خطاب کرنا تھا لیکن علالت کی وجہ سے وہ پروگرام میں شریک نہ ہوسکے‘ کراچی سے مولانا قاضی احسان احمد کی قیادت میں ایک قافلہ نے شرکت کی‘ جس میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی اور محمد انور شامل تھے‘ اسٹیج

سیکریٹری کے فرائض مولانا ہارون معاویہ' میرپور خاص والوں نے ادا کئے۔ کانفرنس کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے احباب میاں ریاض احمد' سہیل احمد' مولانا امان اللہ' مولانا محمد مختار' حافظ ذیشان' محمد سلیمان' محمد امجد اور دیگر کارکنوں نے مولانا محمد نذر عثمانی اور مولانا خان محمد جمالی کی نگرانی میں کیا۔

۹/اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ قافلہ حضرت ناظم اعلیٰ کی قیادت میں حیدرآباد پہنچا' جہاں مولانا محمد نذر عثمانی نے مولانا عبدالسلام قریشی اور مولانا سیف الرحمن آرائیں کی معیت میں انہیں خوش آمدید کہا' رات کو بعد نماز عشاء مسجد فاروق اعظم تلک چاڑی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' جس کی صدارت مولانا عبدالسلام قریشی نے کی۔ کانفرنس سے ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری' علامہ احمد میاں حمادی' قاضی منیب الرحمن کراچی' مولانا اللہ وسایا اور مولانا سیف الرحمن آرائیں کے خطابات ہوئے اور سامعین کو جناب حافظ ابوبکر نے خوب گرمایا۔ اس کانفرنس کے بعد مولانا عزیزالرحمن جالندھری ملتان کے لئے عازم سفر ہوئے۔

۱۰/اپریل کو بدین میں ختم نبوت کانفرنس تھی' جس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے مبلغ مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے کی۔ کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام ضلع بدین کے امیر مولانا عبدالستار چاوڑا نے کی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ بدین پہنچے۔ کانفرنس سے مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبداللہ سندھی کے ابتدائی بیانات ہوئے۔

کانفرنس کے اصل مقرر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا اور جمعیت علماء اسلام کے مولانا غلام محمد سومرو اور مولانا محمد عیسیٰ سموں تھے۔ کانفرنس میں اس وقت جوش پیدا ہوا' جب گولارچی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی کے فرزند حافظ محمد طیب فاروقی نے ولولہ انگیز خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین کے مبلغ مولانا محمد یعقوب شجاع آبادی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد علی صدیقی' حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی کی معیت میں گولارچی روانہ ہوئے' رات کا قیام گولارچی میں ہوا' ۱۱/اپریل کو بعد نماز ظہر مدینہ مسجد میں گولارچی کے عوام سے خطاب کیا۔

۱۱/اپریل ۲۰۰۷ء کو ٹوکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس تھی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد علی صدیقی کی معیت میں ٹوکوٹ کا سفر کیا اور راستے میں جھڈو' حافظ محمد شریف کے مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ جھڈو میں قیام کیا' اس کے بعد ٹوکوٹ مسجد صدیقیہ پہنچے' جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوکوٹ کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالستار آرائیں نے جماعتی دوستوں کے ہمراہ مولانا کا بھرپور استقبال کیا۔ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس ہوئی' جس مولانا اللہ وسایا اور مولانا رب نواز حنفی اور مولانا ظہور احمد ہالہ والوں نے خطاب کیا' حافظ حذیفہ آرائیں اور حافظ عطاء الرحمن نے ہدیہ نعت پیش کیں' اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد علی صدیقی نے انجام دیئے۔

ان تمام پروگراموں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا نے عقیدۂ ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن کریم کی سو آیات اور دو سو دس احادیث مبارکہ سے اور صحابہ کرامؓ کے اجماع سے ثابت ہے اور پوری امت مسلمہ اس مسئلہ پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں کرسکتی' بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان قربان کرسکتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ نے کبھی بھی جھوٹے مدعی نبوت کو قبول نہیں کیا اور نہ کبھی کرے گی۔

انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کے مقابلہ کے لئے اس وقت بھی پوری امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ہیں اور اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جب بھی آواز دی تو پاکستانی عوام نے بھرپور قربانی دی ہے اور اس قربانی میں جہاں کارکنوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا' وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ نے اپنے خون سے اس داستان کو زندہ کیا ہے۔

ان بیانات کے ذریعہ اندرون سندھ میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی' اور سندھ کی عوام نے اس بات کا عزم کیا کہ ہم ہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام کریں گے۔ انشاء اللہ۔

پالیسی سازاداروں کوجنوئی اورسکہ بندقادیانیوں کے سپردکرنابدترین قادیانیت نوازی ہے

نواب شاہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ب شاہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت فرنس ١٦/ ربیع الاول مطابق ٥/ اپریل بروز رات بعد نماز مغرب کبیر مسجد نزد ریلوے اسٹیشن میں قد ہوئی' کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی بعد نماز رب قاری امجد مدنی کی تلاوت سے شروع ہوئی' اس فرنس میں عوام کا جوش وخروش دیدنی تھا' کانفرنس ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما علامہ احمد ں حمادی' مولانا محمود الحسن جوگی' مولانا راشد مدنی وآدم وادیٔ سندھ کے مشہور خطیب مولانا عبدالحمید شیریں زبان مولانا حافظ خادم حسین شر پکا چانگ' ب کے خطیب مولانا یار محمد عابد اوچ شریف' مولانا ب اللہ امیر جمعیت علماء اسلام نواب شاہ' عالمی مجلس ظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا وسایا نے خطاب کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے خطاب تے ہوئے فرمایا کہ حکومتی ایوانوں میں پناہ گزین یانی' میڈیا پر دینی مدارس علماء کرام اور مذہبی عتوں کی کردار کشی کر کے اقتدار پر شب خون مارنے خواب دیکھ رہے ہیں' ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر ں ہونے دیں گے' پرویزی حکومت کا پالیسی ساز دوں کو جنونی اور سکہ بند قادیانیوں کے سپرد کرنا ین قادیانیت نوازی ہے' حکمران جان لیں کہ وس رسالت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور ت کا مسئلہ ہے' یہاں پر حکمرانوں کی اسلام کش اور پالیسیوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا' مولانا امجد ،' مولانا قاری ارشد مدنی اور مفتی فرید نے بھی ب کیا' اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم ت کے مبلغ حضرت مولانا محمد فیاض مدنی نے انجام دیئے' آخر میں مولانا سراج احمد نے قرارداد پیش کی کہ نواب شاہ لیاقت مارکیٹ سے قادیانیوں کی دکانیں ختم کی جائیں اور لائن پار قادیانیوں کی جو کالونی بن رہی ہے' اس کو نہ بننے دیا جائے' اس قرارداد پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر حمایت کا اعلان کیا' حضرت مولانا خادم حسین شر کی دعا پر رات کو تین بجے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں ٦/ اپریل بروز جمعۃ المبارک کی صبح تیز گام کے ذریعے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نواب شاہ اسٹیشن پہنچے' اسٹیشن پر استقبال کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی' مولانا حزب اللہ کھوسہ' امیر جمعیت علماء نواب شاہ مولانا امجد مدنی خطیب کبیر مسجد نواب شاہ پہلے سے موجود تھے' مولانا طوفانی نے جامع مسجد باب الریان غلام رسول شاہ کالونی نواب شاہ میں جمعہ کا خطبہ دیا' مولانا نے حقوق نسواں بل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بل تحفظ حقوق نسواں کا بل نہیں بلکہ یہ عورتوں کی عزت کی پامالی کا بل ہے' انہوں نے مزید کہا کہ ناموس رسالت و عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کسی قسم کی سازش کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے' حکمران امریکا اور مغرب کی خوشنودی کے لئے آئین پاکستان کی حساس اسلامی دفعات کو نہ چھیڑیں' بعدازاں عوامی ایکسپریس کے ذریعے وہ مولانا محمد فیاض مدنی کے ہمراہ ٹنڈو آدم کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

جنگ کی انتظامیہ کی قادیانیت نوازی کی مذمت

کراچی (نمائندہ خصوصی) دین سے وابستہ عوام نے جنگ کی انتظامیہ کی جانب سے قادیانی عقائد کی تشہیر اور مبینہ قادیانیت نوازی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ روزنامہ جنگ کے مالکان کو سوچنا چاہئے کہ وہ مسلمان ہیں' ان کو مرزا غلام احمد قادیانی کا نہیں' بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان کا کردار ادا کرنا چاہئے' بصورت دیگر اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کہیں کل قیامت کے دن ان کا حشر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے ساتھ نہ ہو اور انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کی بجائے جہنم کی راہ نہ دیکھنا پڑے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر روزنامہ جنگ لندن اور اس کے ذمہ داران میں سے کوئی اسلام دشمن اور قادیانی ہے تو اس کو قابل ذکر سزا دی جائے اور مسلمانوں کی دل آزاری اور توہین رسالت کے اس ناپاک جرم پر اللہ' رسول اور امت مسلمہ سے معافی مانگی جائے اور اس پر جلی حروف میں معذرت نامہ شائع کیا جائے اور آئندہ اس گھناؤنی حرکت کے نہ دہرائے جانے کی یقین دہانی کرائی جائے' ورنہ بصورت دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ روزنامہ جنگ لندن اور اس کے کارپردازوں کا تعاقب کریں اور جس طرح ممکن ہو ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

اظہار تعزیت

گمبٹ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے شعبہ نشر واشاعت کے نگران عبداللطیف شیخ کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کی پوری جماعت نے شرکت کی' جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی نے عبداللطیف شیخ کے گھر جا کر ان سے والدہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ اداریہ

لیکن اس کے ساتھ ہی دوسرا طبقہ اور اہل علم کی قابل اعتماد جماعت اس کو بھی تصویر کہتی ہے‘ کیونکہ جب وہ ٹی وی اور کمپیوٹر پر دیکھتے وقت تصویر ہے‘ تو اس کا حکم بھی تصویر ہی کا ہوگا۔

ہمارے اکابر کی یہی تحقیق ہے‘ اور یہی قابل اعتماد ہے اور اسی میں ہی سلامتی ہے‘ باقی جن حضرات کا عمل آپ نے نقل فرمایا ہے‘ ان ہی سے دریافت کیا جائے کہ اب تک جو چیز متفقہ طور پر ناجائز تھی‘ اب وہ جائز کیسے ہوگئی؟

پھر ان حضرات کے اس عمل سے گناہ اور بدکاری کی راہ کھل جائے گی‘ اور جب ٹی وی گھر میں آ جائے گا‘ تو خیر سے جائز و ناجائز کی تحقیق ثانوی درجہ میں چلی جائے گی۔

رہی یہ بات کہ کفر نے اسلام کے خلاف ٹی وی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے‘ تو ہم اس کو اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیوں نہ کریں؟ بلاشبہ بادی النظر میں یہ جذبہ اچھا معلوم ہوتا ہے‘ مگر اس امت کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ اس نے اشاعت اسلام کے لئے کسی ناجائز کو ذریعہ نہیں بنایا‘ اگر اس کی اجازت ہوتی تو چوروں کی اصلاح کے لئے چوروں کے گروہ میں اور زانیوں کی اصلاح کے لئے زانیوں کے گروہ میں شامل ہونا‘ بلکہ کافروں کی اصلاح کے لئے کافروں کے گروہ میں شامل ہونا جائز ہوتا۔

پھر اس کے علاوہ یہ بھی ضروری نہیں کہ جو کچھ اغیار کے پاس ہو‘ وہ ہمارے پاس بھی ہو‘ کیونکہ شیطان کو انسانی قلوب میں وساوس ڈالنے اور اس پر تسلط کا جو اختیار حاصل تھا اور ہے‘ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہوتا‘ کیونکہ اشاعت کفر کے لئے شیطان جب یہ ہتھیار استعمال کر سکتا ہے‘ تو اللہ کا نبی اس کا زیادہ مستحق ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح جب شیطان انسانی قلوب کی اسکرین پر اپنے وساوس کے ذریعہ گناہوں اور بدکاریوں کی فلم دکھاتا ہے‘ تو ہمیں بھی اس کی اجازت ہونا چاہئے تھی۔

پھر ٹی وی اور وی سی آر کے جواز کے لئے یہ دلیل بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ اگر ہم نے ان کو نہ اپنایا تو لادین قوتیں اس کو دین کے بگاڑ کے لئے استعمال کریں گی اور اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا اور اسلام اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہے گا‘ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس قدر تسلط دینے کے باوجود بھی آج تک اسلام کو محفوظ رکھا ہے‘ تو آئندہ بھی تحریف سے اُسے بچائے گا‘ اس کے علاوہ ٹی وی کا پیغام حقانیت کی دلیل بھی نہیں‘ ورنہ شیطان کا پیغام جو پوری دنیا میں ہے‘ حق ہوتا‘ حالانکہ ایسا نہیں۔

لہٰذا ہم دین اسلام کی اشاعت اور اس کی حفاظت کے مکلف ضرور ہیں‘ مگر جائز طریقہ پر اور بس۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سعید احمد جلال پوری

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی بذریعہ منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کراکے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ